﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد22

جمعۃ المبارک02جنوری 2015ء

11/ربیع الاوّل 1436 ہجری قمری ❁ 02/صلح 1394 ہجری شمسی

شمارہ01

ابتلا سے بچنے کی دعا

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص کسی کو ابتلا میں دیکھ کر یہ دعا کرے تو وہ اس مصیبت سے محفوظ رکھا جائے گا۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس مشکل سے محفوظ رکھا جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی پیدا کردہ اکثر مخلوقات پر فضیلت بخشی۔

(جامع ترمذی کتاب الدعوات باب ما یقول اذا رای مبتلی حدیث نمبر 3353)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ میں سے 22 طلباء جو آخری کلاس کے، شاہد کے تھے مبلغ اور مربی بن کر نکل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ہر لحاظ سے آپ کو مبارک فرمائے۔ لیکن یاد رکھیں کہ آج سے یا جامعہ پاس کرنے کے بعد سے آپ کا ایک نیا دَور شروع ہو گیا ہے۔ آپ ان لوگوں میں شامل ہو گئے ہیں جو تفقّہ فی الدّین کرنے کے بعد دنیا کو حق وصداقت دکھانے اور دنیا کو حق وصداقت پر چلانے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ پس سب سے پہلے تو آپ کو ہر وقت، ہر لحمہ خود اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ یہ ذمہ داری جو آپ پر پڑی ہے یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

علم میں اضافے کے ساتھ ساتھ عمل میں بھی ترقی ضروری ہے۔ اور یہ جب تک زندگی ہے اس کے لئے میدان کھلا ہے۔ سات سال کا ایک محدود دَور ختم ہو گیا اور تمام عمر پر پھیلا ہوا ایک نیا دَور شروع ہو گیا۔ ہر دن جو چڑھے وہ علم میں اضافے کے ساتھ چڑھنا چاہئے۔ عمل میں ترقی کی طرف توجہ دیتے ہوئے چڑھنا چاہئے۔ عملی ترقی کو حاصل کرتے ہوئے چڑھنا چاہئے۔ اور ہر رات جو آپ پہ آئے وہ اپنے دنوں کی روحانی اور علمی ترقی اور عملی ترقی کے جائزے لیتے ہوئے گزرنی چاہئے۔

ایک مربی اور ایک مبلغ اپنے ہر عمل کا ہر وقت جائزہ لیتے رہنے والا ہونا چاہئے تاکہ جہاں بھی جائیں آپ کے نمونے لوگوں کو بہتری کی طرف لانے والے ہوں۔ آپ کے معیار اونچے کرنے والے ہوں اور جس جماعت میں آپ ہوں اس جماعت کے علمی اور روحانی معیار اور اخلاقی معیار بھی اونچے کرنے والے ہوں۔

ایک اور اہم بات روحانیت میں ترقی ہے۔ علمی اور عملی ترقی کے ساتھ روحانی ترقی ہو تو اس میں برکت پڑتی ہے۔ جو روحانی ترقی ہے اس کے ذریعہ سے نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھ رہا ہوگا مخلوق کے لئے آپ کے ہمدردی کے جذبات بھی بڑھ رہے ہوں گے

تبلیغ کے لئے جو ہدایت ایک مبلغ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے یہ ہے کہ رات دن تضرّع اور ابتہال سے دعا میں لگے رہنا اور اتنا صبر اور حوصلہ کہ کسی صورت میں بھی چڑنا نہیں، تنگ نہیں آنا۔

جتنی زیادہ آپ میں عاجزی ہوگی اتنی زیادہ اپنی حالتوں کی طرف توجہ ہوگی اور اتنے زیادہ آپ لوگوں کے معیار بھی اونچے ہوتے چلے جائیں گے۔ عاجزانہ راہیں ہی خدا تعالیٰ کو پسند ہیں اور اس بات کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اظہار اور اعلان فرمایا تھا۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کے کام کی تکمیل کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے والوں کو بھی وہی طریق اپنانا ہوگا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسند فرمایا اور اپنایا۔

دعاؤں کے بغیر نہ کوئی کامیاب مبلغ بن سکتا ہے نہ ہی مربّی بن سکتا ہے۔ ہمیں جو کچھ ملنا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملنا ہے اور ملتا ہے۔ اس لئے دعاؤں کی طرف بہت توجہ ہونی چاہئے۔ جتنی زیادہ توجہ آپ دعاؤں کی طرف دیں گے اتنی زیادہ روحانیت میں بھی ترقی کریں گے۔ اتنی زیادہ عملی ترقی بھی کریں گے۔ اتنی زیادہ اخلاقی ترقی بھی کریں گے۔ اتنی ہی زیادہ علمی ترقی بھی کریں گے۔

آپ لوگوں کا کام ہے کہ خلیفۂ وقت کے لئے بھی دعائیں کریں۔ اس سے یہ فائدہ بھی ہوگا کہ خود آپ کی روحانیت ترقی کرے گی۔

اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ آپ نے خدا تعالیٰ سے تبلیغ اور تربیت کرنے کا عہد کیا ہے۔ ہمیشہ اس عہد پر نظر رکھیں جو آپ نے خدا تعالیٰ سے کیا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو دنیا میں ہر جگہ پہنچائیں گے اور اپنی عملی حالتوں سے اپنے تربیت کے کام کو بھی اپنی انتہا تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ اگر آپ لوگ یہ کریں گے تو دنیا خود بخود آپ کی غلام بن جائے گی۔

جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے والی تیسری شاہد کلاس کے طلباء کی تقریب تقسیم اسناد کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا زرّیں نصائح پر مشتمل نہایت اہم خطاب۔ فرمودہ 13 دسمبر 2014ء بروز ہفتہ بمقام Haslemere، جامعہ احمدیہ یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ میں سے 22 طلباء جو آخری کلاس کے، شاہد کے تھے مبلغ اور مربی بن کر نکل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ہر لحاظ سے آپ کو مبارک فرمائے۔ لیکن یاد رکھیں کہ آج سے یا جامعہ پاس کرنے کے بعد سے آپ کا ایک نیا دَور شروع ہو گیا ہے۔ آپ ان لوگوں میں شامل ہو گئے ہیں جو تفقّہ فی الدّین کرنے کے بعد دنیا کو حق وصداقت دکھانے اور دنیا کو حق و صداقت پر چلانے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ پس سب سے پہلے تو آپ کو ہر وقت، ہر لحمہ خود اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ یہ ذمہ داری جو آپ پر پڑی ہے یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ حق وصداقت بتانا اور سکھانا اور اس پر دنیا کو چلانا یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے۔ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جس کو جیسا کہ مَیں نے کہا ہر وقت آپ

کو اپنے سامنے رکھنا ہوگا، پیش نظر رکھنا ہوگا تبھی آپ اپنی ذمہ داری کو احسن رنگ میں ادا کرسکیں گے۔ جب اپنے جائزے ہوں گے تو تبھی آپ صحیح رنگ میں تبلیغ بھی کرسکیں گے اور تربیت بھی کرسکیں گے۔ یہ دونوں کام ایسے ہیں جو نمونہ چاہتے ہیں۔ اگر آپ کے نمونے نہیں تو کبھی صرف علم کی بنیاد پر یہ کامیابیاں نہیں مل سکتیں۔ پس یہ بہت اہم بات ہے جسے ہمارے ہر مربّی، ہر مبلغ کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

اس پر ہی خوش نہ ہو جائیں یا یہیں پر بس نہیں کہ ہم نے جامعہ احمدیہ پاس کرلیا۔ اچھے نمبروں سے پاس کرلیا۔ پوزیشن لے لی۔ بہت بڑے بڑے پوزیشن لینے والے مَیں نے دیکھے ہیں جب میدانِ عمل میں جاتے ہیں تو ان کی کارکردگی صفر ہوتی ہے جبکہ اخلاص اور وفا سے بھرے ہوئے اپنے عملی نمونوں کی طرف توجہ دینے والے ایسے ہوتے ہیں جو گو جامعہ کے دوران پڑھائی میں بیشک کم بھی ہوں لیکن میدانِ عمل میں بہت کامیاب ہو جاتے ہیں۔ پس آپ کے کامیابی کے اصل معیار اب پتا لگیں گے۔ صَرف ونحو پڑھ لینا، فقہ پڑھ لینا، ترجمہ پڑھ لینا یا اس میں پوزیشن لے لینا۔ تفسیر کو رَٹ کے اس کے اوپر لمبے نوٹس لکھ دینا یہ کامیابی کا معیار نہیں ہے۔ اب کامیابی شروع ہوگی جب آپ خود ان چیزوں پر غور کریں گے، اُن پر عمل کریں گے، ان کو سمجھیں گے اور پھر آگے دنیا کو سمجھائیں گے۔ بس یہ بات یاد رکھیں جیسا کہ میں نے کہا اب آپ کا یہ نیا دور شروع ہو رہا ہے۔ اس بات پر آپ نے خوش نہیں ہو جانا کہ جامعہ پاس کرلیا اور اب ہم کام پر لگا دیئے جائیں گے۔ جو پڑھنا تھا پڑھ لیا اور اب ہمارا کام ختم۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ علم میں اضافے کے ساتھ ساتھ عمل میں بھی ترقی ضروری ہے۔ اور یہ میدان جب تک زندگی ہے اس کے لئے کھلا ہے۔ سات سال کا ایک محدود دَور ختم ہوگیا اور تمام عمر پر پھیلا ہوا ایک نیا دَور شروع ہوگیا۔ ہر دن جو چڑھے وہ علم میں اضافے کے ساتھ چڑھنا چاہئے۔ عمل میں ترقی کی طرف توجہ دیتے ہوئے چڑھنا چاہئے۔ عملی ترقی کو حاصل کرتے ہوئے چڑھنا چاہئے۔ اور ہر رات جو آپ پہ آئے وہ اپنے دنوں کی روحانی اور علمی ترقی اور عملی ترقی کے جائزے لیتے ہوئے گزرنی چاہئے۔ پس جب یہ جائزے آپ کے سامنے ہوں گے تبھی آپ کو اپنے معیار نظر آئیں گے، اپنی progress نظر آئے گی۔ جہاں کمی ہوگی اس کو پوری کرنے کی کوشش کریں گے۔ اگر یہ جائزے نہیں ہوں گے تو اسی دنیادار کی طرح ہوں گے جس کا کام صرف صبح اٹھ کے اپنی نوکری پر جانا اور شام کو نوکری سے واپس آ جانا ہے۔ آپ کی نوکری خدا تعالیٰ کی نوکری ہے۔ آپ کی نوکری کسی انسان کی نوکری نہیں۔

پس اس خدا کی نوکری ہے جو دن کو بھی دیکھ رہا ہے، جو رات کو بھی دیکھ رہا ہے اور اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے جب اپنے جائزے لیں گے تو تبھی آپ کو اپنی حقیقت کا، اپنے معیاروں کا پتا لگتا چلا جائے گا۔ بعض ایسے بھی آپ میں سے ہوں گے جن کو تبلیغی میدان میں یا مشنز میں نہیں بھیجا جائے گا بلکہ دفاتر میں یا مختلف کاموں میں لگایا جائے گا۔ جو دفاتر میں جانے والے ہیں یا مختلف کاموں میں دوسری جگہوں پر جانے والے ہیں ان کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ جس کام پر ہمیں لگا دیا بس ہم نے اسی طرف توجہ دینی ہے۔ اس طرف تو آپ نے توجہ دینی ہے لیکن ساتھ ساتھ علمی اور عملی ترقی کی طرف بھی توجہ دیتے رہنا ہے۔ اپنے علم کو بڑھاتے رہنا ہے۔ ایک شخص ہوسکتا ہے آج کسی دفتر میں لگا دیا جائے۔ دو تین چار سال دفتر میں کام کرے اور پھر اس کو مشنری کے طور پر بھیج دیا جائے۔ تو اگر آپ کی تیاری نہیں ہوگی، اگر آپ نے اپنے علم میں اضافہ نہیں کیا ہوگا، اگر آپ کے دن اور رات صرف اسی کام میں گزر رہے ہوں گے جو انتظامی کام آپ کے سپرد کیا گیا ہے تو میدانِ عمل میں آپ کو بہت سی مشکلات پیش آئیں گی۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ جس جگہ بھی آپ ہوں قرآن کریم پر غور اور تدبّر، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو پڑھنا، ان پر غور اور تدبّر کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب جو ہیں وہ قرآن کریم کی بھی تفاسیر ہیں اور احادیث کی بھی شرح ہیں۔ اگر آپ یہ پڑھیں گے تو دونوں چیزیں آپ پر واضح ہو جائیں گی اور میدانِ عمل میں آپ کا ساتھ دیں گی۔ پس جہاں بھی آپ ہوں جس جگہ بھی لگایا جائے۔ چاہے کوئی انتظامی ڈیوٹی بھی لگائی جائے، اپنے علم میں اضافے کی ہر وقت آپ کو کوشش کرتے رہنا چاہئے۔

پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ جہاں آپ جائیں گے، اگر فیلڈ میں جاتے ہیں کسی مشن میں لگایا جاتا ہے تو لوگوں کی توقعات آپ کے ساتھ ہوں گی کہ مربی صاحب آئے ہیں، مبلغ ہمارے درمیان آئے ہیں۔ ہمیشہ خیال رکھیں کہ ان توقعات پر آپ نے پورا اترنا ہے۔ اگر پورا نہیں اتریں گے تو جو کام آپ کے سپرد کئے گئے ہیں ان کو آپ احسن رنگ میں سرانجام نہیں دے سکیں گے۔ آپ کے رکھ رکھاؤ، آپ کے اخلاق، آپ کے عمل، ظاہری باتیں جو ہیں لباس، بات کرنے کا طریقہ سلیقہ، اٹھنا بیٹھنا، کھانے پینے کے طریقے یہ سارے اخلاق آپ کے جس جگہ بھی ہوں گے جس جماعت میں بھی ہوں گے وہ لوگ دیکھ رہے ہوں گے۔ اگر ان میں کمی ہوگی تو وہیں ان باتوں میں اس جماعت میں بھی کمی ہونا شروع ہو جائے گی۔ اگر ان میں اس کے اعلیٰ نمونے قائم کریں گے تو وہ اعلیٰ نمونے ان جماعتوں کے قائم ہونے شروع ہو جائیں گے۔

پس ایک مربی اور ایک مبلغ اپنے ہر عمل کا ہر وقت جائزہ لیتے رہنے والا ہونا چاہئے تا کہ جہاں بھی جائیں آپ کے نمونے لوگوں کو بہتری کی طرف لانے والے ہوں۔ آپ کے معیار اونچے کرنے والے ہوں اور جس جماعت میں آپ ہوں اس جماعت کے علمی اور روحانی معیار اور اخلاقی معیار بھی اونچے کرنے والے ہوں۔ پس ان باتوں کی طرف آپ کو بہت توجہ دینی چاہئے۔

پھر ایک اور اہم بات روحانیت میں ترقی ہے۔ علمی اور عملی ترقی کے ساتھ روحانی ترقی ہو تو اس میں برکت پڑتی ہے۔ صرف علم حاصل کرلینا یا ظاہری طور پر اپنے رکھ رکھاؤ کو پیش کر دینا ایک عارضی فائدہ تو دیتا ہے لیکن مستقل فائدہ نہیں۔ مستقل فائدہ اسی وقت ہوگا جب آپ روحانیت میں بھی بڑھ رہے ہوں گے۔ جب آپ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھتا چلا جا رہا ہوگا۔ جو روحانی ترقی ہے اس کے ذریعہ سے نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھ رہا ہوگا، مخلوق کے لئے آپ کے ہمدردی کے جذبات بھی بڑھ رہے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے تعلق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے بھی محبت پیدا ہوتی ہے کیونکہ یہ بھی خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور پھر یہ ہمدردی جو ہے تبلیغ اور تربیت کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ تبلیغ اس ہمدردی کے جذبے کے تحت ہو کہ ہم نے دنیا کو خدا تعالیٰ کا حقیقی پیغام پہنچا کر ان کو تباہی سے بچانے کی کوشش کرنی ہے۔ تبلیغ اس لئے نہیں کرنی کہ ہم نے اتنی بیعتیں کرا لیں۔ تبلیغ ہم نے اس لئے کرنی ہے، اس نیّت سے کرنی ہے کہ دنیا کو تباہی سے بچانا ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ لکھا کہ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو مجھے کہتے ہیں کہ ہم احمدیت تو قبول نہیں کریں گے لیکن اسلام قبول کرلیں گے۔ تو حضرت مصلح موعود کہتے ہیں ان کو مَیں ہمیشہ یہی کہا کرتا ہوں کہ تم اسلام قبول کرلو۔ یہی ہمارا مقصد ہے۔ جب تم حقیقی اسلام کو قبول کرلو گے تو تمہارے پاس کوئی اور راستہ ہوگا ہی نہیں کہ تم احمدیت قبول کرو۔ پس مسلمانوں کو بھی حقیقی اسلام بتانا ہمارا کام ہے اور غیروں کو بھی حقیقی اسلام سکھانا ہمارا کام ہے۔ جس کا آخری نتیجہ یہی ہوگا کہ وہ اس حقیقی اسلام کی طرف آئیں گے جو احمدیت پیش کرتی ہے، جو اس زمانے کے امام نے ہمارے سامنے رکھا ہے، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اور خدا تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق آیا ہے۔

پس اس جذبے کے تحت آپ نے کام کرنا ہے کہ ہم نے مخلوق سے ہمدردی کر کے ان کو آگ سے بچانا ہے، ان کو تباہی سے بچانا ہے۔ تربیت ہم نے اس ہمدردی کے جذبے کے تحت کرنی ہے کہ ہم نے اپنے بھائی کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچانا ہے۔ ایک احمدی بھی ہے اگر وہ احمدی کہلا کر ان باتوں پر عمل نہیں کر رہا جو ایک حقیقی احمدی مسلمان کے لئے ضروری ہیں۔ جن کی طرف بار بار متعدد جگہوں پر اپنے ارشادات اور اپنی کتب، اپنی تقاریر، تحریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے۔ اگر وہ معیار ہم حاصل نہیں کر رہے یا کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو ہم اپنا بیعت کا حق ادا نہیں کر رہے اور جب بیعت کا حق ادا نہیں کر رہے تو پھر یہ یقیناً اس بات کی طرف لے جاتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے والے نہ بن رہے ہوں۔ پس اس ہمدردی کے جذبے کے تحت آپ نے تربیت بھی کرنی ہے۔ اس لئے تربیت میں یہ جذبہ نہیں ہو کہ اپنے آپ کی بڑائی ثابت کرنی ہے۔ دل میں سے ایک خواہش اٹھنی چاہئے کہ میں تربیت اس لئے کروں کہ اپنے اس بھائی کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچاؤں، نہ اس لئے کہ یہ میری عزت کرے یا اس لئے کہ مَیں اپنی رپورٹ میں یہ لکھ سکوں کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنے لوگ ہماری مسجد میں نمازوں کے لئے آنے لگ گئے ہیں۔ نمازوں میں لانا اس لئے ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنا ہے۔ نمازوں میں لانا اس لئے نہیں ہونا چاہئے کہ ہماری مسجد میں ہمارے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔

اسی طرح اور دوسری تربیتی باتیں ہیں ان کو بھی آپ نے اس لئے کرنا ہے، اس لئے تربیت کی طرف توجہ دینی ہے کہ ایک دلی ہمدردی آپ کے دل میں ان لوگوں کے لئے ان کی بہتری کے لئے ہو اور اس کے لئے، تبلیغ کے لئے بھی اور تربیت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو طریقہ سکھایا ہے وہ حکمت اور موعظۃ الحسنہ ہے۔ حکمت سے بات کریں۔ موقع اور محل کی مناسبت سے بات کریں اور اچھی بات کریں۔ ایک ہی بات ایک رنگ میں کی جائے تو وہ اچھا اثر ڈالتی ہے وہی بات اگر دوسری جگہ کی جائے تو بعض دفعہ خرابیاں پیدا کرتی ہے۔ اگر کوئی شخص بگڑا ہوا ہے، اس کو تربیت کے لئے آپ لوگوں کے سامنے توجہ دلائیں گے اور کوئی استہزاء کا رنگ اس میں آ جائے تو وہ مزید بگڑ جائے گا۔ اسی کو اگر آپ علیحدہ لے جا کر، بٹھا کر ہمدردی کے جذبے کا اظہار کر کے توجہ دلائیں گے تو وہ بالکل اور صورتحال ہوگی۔ پس یہ ہمیشہ یاد رکھیں۔

ابھی ایک جگہ سے مجھے ایک صدر خدام الاحمدیہ نے رپورٹ دی کہ بہت سارے خدام جو جماعت سے بہت پیچھے ہٹے ہوئے تھے جب ان کے گھر جا کے ان سے انفرادی رابطے کئے، ان کو سمجھایا۔ جماعت کی اہمیت اور خلافت سے تعلق کے بارے میں بتایا، ان کی ذمہ داریوں کا بتایا تو وہی لوگ جو بڑے سخت دل ہو چکے تھے۔ ان میں سے اکثر ایسے تھے جو رو پڑے اور اپنی اصلاح کے وعدے کئے۔ مسجدوں میں آنے لگ گئے۔ ایک ایسا شخص، صدر خدام الاحمدیہ جس نے جامعہ میں نہیں پڑھا، جس نے دین کا اتنا علم حاصل نہیں کیا اگر وہ تربیت کر کے لوگوں کے دلوں کو بدل سکتا ہے تو آپ لوگ جنہوں نے ایک عرصہ ٹریننگ لی، علم حاصل کیا اور آئندہ اپنے علم کو بڑھاتے چلے جانے کا عہد کیا، آپ لوگوں کے نتائج تو بہت اعلیٰ ہونے چاہئیں۔ پس اس بات کا ہمیشہ خیال رکھیں کہ آپ نے جو بھی بات کرنی ہے چاہے وہ تبلیغ کے لئے ہو یا تربیت کے لئے، اللہ تعالیٰ نے یہ بنیادی اصول بتا دیا کہ حکمت ہو اور احسن رنگ میں کی جائے۔ فقروں کو ایسی مناسبت دی جائے جو کسی کے دل میں جا کے لگے اور موقع اور محل کی مناسبت سے ہو۔

پھر تبلیغ کے لئے ایک مبلغ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ہدایت دی ہے یہ ہے کہ رات دن تضرّع اور ابتہال سے دعا میں لگے رہنا اور اتنا صبر اور حوصلہ کہ کسی صورت میں بھی چِڑنا نہیں، تنگ نہیں آنا۔ چِڑ کر کوئی ایسی بات منہ پر نہیں لانی جس سے دوسرے پر بجائے اچھا اثر، نیک اثر ہونے کے بُرا اثر ہو۔ کیونکہ آپ نے فرمایا کہ چڑنے سے تنفّر پیدا ہوتا ہے۔ جب تم چِڑو گے، چِڑ کر بات کرو گے تو دوسرے آدمی کے دل میں نفرت پیدا ہوگی۔ وہ تمہارے سے بھی دُور ہٹے گا اور جماعت سے بھی دُور ہٹے

باقی صفحہ 4 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 330

مکرمہ میساء الموصللی صاحبہ

مکرمہ میساء الموصللی صاحبہ کا تعلق سیریا سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1968ء میں ہوئی۔کئی سالوں تک دینی لحاظ سے نہایت متشددانہ موقف اپنائے رکھا۔پھر خدا تعالیٰ نے ہدایت کا راستہ دکھایا اور 2006ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ وہ اپنے اس دینی سفر کا احوال یوں بیان کرتی ہیں:

اسلام کی حقیقت کیا ہے؟

میرا تعلق ایک سادہ سے مسلمان گھرانے سے تھا۔ میرے اردگرد بسنے والے مسلمانوں کے طور طریقے اور اخلاق واعمال دیکھ کر مَیں اکثر سوچتی تھی کہ اسلام کی حقیقت کیا ہے؟ کیونکہ میرے اردگرد کے مسلمانوں کے طور طریقے اور اعمال کو توکسی طور بھی اسلام کا نام نہیں دیا جاسکتا تھا۔وہ نفرتیں کرتے اور نفرتیں پھیلاتے تھے۔ الغرض قرآن کریم اور سیرت نبوی کی کتب میں مذکور اسلامی تعلیمات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات و اخلاق کا نقشہ میرے اردگرد کے اسلامی معاشرہ میں نظر آنے والے نمونہ سے یکسر مختلف تھا۔ مجھے عقائد، اخلاق اوراعمال میں اسلام کے صحیح نمونہ کی تلاش تھی۔

انتہاپسندی کی تعلیم

تلاشِ حق کے اس سفر کی ابتدا میں جس شخصیت کی طرف میری نظر اٹھی وہ ہمارے علاقے کے بڑے مولوی محمد امین شیخو تھے۔صحیح اسلام کے نمونہ کی جستجو اور خدا تعالیٰ کے قرب کی خواہش کی تکمیل کے لئے میں نے اس مولوی صاحب کی شاگردی اختیار کرلی۔

یہ مولوی صاحب نہایت متشدد اور متعصّبانہ خیالات رکھتے تھے اوریہی باتیں اپنے شاگردوں کوسکھاتے تھے۔ مَیں بھی اسے صحیح اسلام سمجھتے ہوئے اسی راہ پر چل نکلی۔ بات بات پر ’’حرام‘‘، ’’غیر جائز‘‘ کے الفاظ میری زبان سے نکلنے لگے، اورقدم قدم پر ’’تم کافر ہو‘‘ اور’’تم آگ میں پڑوگے‘‘ جیسے فقرے میرا تکیہ کلام بن گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ مجھ سے نفرت کرنے لگے اور آہستہ آہستہ مجھ سے اتنے دور ہوتے گئے کہ برسوں کے آشنا اور رشتہ دار بھی مجھ سے نظر چُرا کر گزرنے میں ہی اپنی عافیت سمجھتے۔ میں نمازوں اورعبادات میں بہت باقاعدہ تھی اور اکثر تضرع وابتہال کے ساتھ خدا کے حضور صراط مستقیم کی طرف ہدایت کی دعا کرتے ہوئے کہتی کہ اگراس مولوی صاحب کی پیروی ہی صراط مستقیم ہے تو مجھے اس پر ثبات عطا فرما اور اگراس مولوی کی پیروی درست نہیں ہے تو مجھے اس سے دُور کردے۔اس مولوی کی شاگردی اور میری اس دعا پر سات سال کا عرصہ گزرگیا۔جس میں متشددانہ روش کی وجہ سے مجھے بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ خصوصًا میری ازدواجی زندگی بہت زیادہ متاثر ہوئی اور خاوند کے ساتھ میرے تعلقات میں دراڑ پڑنے لگی۔اس کی وجہ یہ تھی کہ محمد امین شیخو صاحب نے یہ پڑھایا تھا کہ عورتوں کا مردوں کے روبرو ہونا اور ان کی آواز سننا بھی حرام ہے۔مَیں اسے اسلامی تعلیم سمجھ کر پوری شدت کے ساتھ اس پر عمل کرتی تھی یہانتک کہ اگرفون کی گھنٹی بجتی تو میں اس خیال سے فون نہ اٹھاتی تھی کہ عین ممکن ہے دوسری طرف سے بولنے والا کوئی آدمی ہو اور میں اس سے گفتگو کر کے گناہگار ہوجاؤں۔

میری ساس شدید بیمار تھیں اور بستر پر ہی رہتی تھیں۔ان کے معائنہ کے لئے ڈاکٹر صاحب اکثر تشریف لاتے رہتے تھے۔ میرا خاوند تو کام کے سلسلہ میں گھر سے باہر رہتا تھا اور میں اپنے متشددانہ خیالات کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کے لئے دروازہ کھولنے اور اسے اپنی ساس کے کمرے تک لے جانے کے لئے تیار نہ تھی کیونکہ میں امین شیخو صاحب کے فتویٰ کی بناء پر اس طرح غیر محرم کے سامنے جانے کوحرام سمجھتی تھی۔ صحیح طور پر علاج نہ ہوسکنے کی وجہ سے میری ساس کی صحت خراب ہوتی گئی اور اس کے ساتھ ہی میرے خاوند کے میرے ساتھ تعلقات بھی خراب ہوتے گئے۔ ہم ایک اسلامی ملک میں رہتے تھے اور یہاں پر بکنے والا گوشت حلال ہی ہوتا تھا۔لیکن امین شیخو صاحب نے ہمیں اس کے بارہ میں اس قدر ڈرایا تھا کہ جب بھی میرا خاوند گوشت خریدنے کے لئے جاتا تو میں بار بار اسے تاکید کرتی کہ گوشت خریدنے سے پہلے قصاب سے اچھی طرح پوچھ لینا کہ یہ حلال ہے یا نہیں۔ نیز اسے کہنا کہ گوشت کاٹتے وقت ہر ٹکڑے پر اللہ اکبر پڑھتا رہے۔میرا تشدد اس حد تک جا پہنچا کہ مچھلی خریدتے وقت بھی میرا یہ مطالبہ برقرار رہتا تھا۔ یہ سب مولوی امین شیخو کی تعلیم تھی اور میں اندھی تقلید کرتے ہوئے اس کے جملہ متشددانہ افکار کو اپنی زندگی کا حصہ بناتی جارہی تھی۔ الغرض ان فروعی مسائل کو ہی میں اصل دین سمجھ کر اپنے اعمال کا محور بنا بیٹھی تھی۔

ڈوبتی کشتی اور بزرگ کا انذار

اسی عرصہ میں مَیں نے ایک رؤیا میں چمکیلے سرخ رنگ کی ایک کشتی دیکھی جس میں لوگ لہو ولعب میں مصروف تھے۔ ایک بچہ لوگوں کے سامنے کچھ عجیب و غریب حرکتیں کررہا تھا اور سب اس سے محظوظ ہورہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ یہ کشتی آہستہ آہستہ پانی میں غرق ہورہی تھی جبکہ اس کے سوار بے خبر تھے۔ایسے میں مَیں نے ایک بزرگ کو دیکھا جس نے عمامہ اور کوٹ پہنا ہوا تھا۔اس نے مجھے کہا کہ اگر اب بھی تم نہ سمجھی تو آگ میں ڈالی جاؤ گی۔ میں نے متعدد بار اس سے پوچھا کہ مجھے کیا سمجھنا چاہئے؟ لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

مجھے اس رؤیا کی کوئی سمجھ نہ آئی اور میں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خواب میں آنے والا شخص محمد امین شیخو تھا۔ لیکن مجھے کیا سمجھنا چاہئے؟ یہ سوال میرے ذہن میں بار بار آتا رہا اور اس کا جواب مجھے قبولِ احمدیت کے بعد ملا۔

ایم ٹی اے سے تعارف

میری والدہ سے میری ایک بہن ہے جس نے مجھے ایک روز فون کر کے ایم ٹی اے دیکھنے کو کہا۔ میں نے پہلے تو انکار کردیا کیونکہ امین شیخو صاحب کے فتویٰ کے مطابق ٹی وی دیکھنا حرام تھا۔ لیکن جب میری بہن نے بار بار یقین دہانی کرائی کہ یہ دینی چینل ہے تو میں نے ایم ٹی اے لگا لیا۔ اس وقت اس پر حقیقتِ جن اور حقیقتِ نزول مسیحؑ کے بارہ میں پروگرام چل رہا تھا جس میں میں نے بار بار المسیح الموعود والامام المھدی علیہ السلام کے الفاظ بھی سنے لیکن مجھے اس وقت اس کی کوئی سمجھ نہ آئی۔

پھر یوں ہوا کہ میں یہ چینل دیکھتی اور اپنی بہن کے ساتھ اس پر پیش کئے گئے مختلف خیالات کے بارہ میں بحث کرتی۔ میں تو عام مروجہ خیالات کے زیر اثر جنوں کے وجود پر یقین رکھتی تھی کہ وہ ہمیں دیکھتے ہیں لیکن ہم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں بھی یہی خیال تھا کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور دمشق کے مشرقی منارہ پر نازل ہوں گے۔اور دمشق کے مشرقی جانب واقع ایک منارے کے پاس سے گزرتے ہوئے میں خیال ہی خیال میں مسیح کو اس منارہ پر نازل ہوتے ہوئے دیکھتی۔ لیکن ایم ٹی اے دیکھنے کے بعد میرے خیالات اور عقائد بدلنے لگے، حالانکہ سات سال تک امین شیخو جیسے متشدد مولوی صاحب کے زیر اثر رہنے کے بعد ایسا ہونا کوئی آسان بات نہ تھی لیکن خدا تعالیٰ کی قدرتوں کا شمار نہیں اور دلوں پر تو اسی کی حکومت ہے۔

سرپرائز(Surprise)

بہرحال ایم ٹی اے مجھے بہت پسند آیا لیکن میں اسے اپنے خاوند سے چُھپ کر دیکھتی تھی اس لئے نہایت محدود وقت کے لئے بعض مخصوص پروگرام ہی دیکھ سکتی تھی۔ یہ پروگرام مزید دیکھنے کے بعد مَیں نے محسوس کیا کہ میرا دل نرم ہونا شروع ہوگیا ہے۔ لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ تقدیر نے میرے لئے بہت بڑا سرپرائز چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ایک روز میری بہن نے مجھے فون کر کے ایم ٹی اے پر ایک خاص پروگرام دیکھنے کے لئے کہا۔ میں نے جونہی ٹی وی آن کرکے ایم ٹی اے لگایا تو سکرین پر ایک تصویر دیکھ کر مجھے جھرجھری سی آگئی۔ دل کی دھڑکن تیز ہوگئی اور میں شدت جذبات سے کانپنے لگی، کیونکہ یہ اسی شخص کی تصویر تھی جسے مَیں نے پانچ سال قبل خواب میں دیکھا تھا اور اس نے مجھے کہا تھا کہ اگر اب بھی تم نہ سمجھی تو آگ میں ڈالی جاؤ گی۔ وفات مسیح اور امام مہدی کے ظہور جیسے موضوعات تو میں سن چکی تھی لہٰذا تصویر دیکھتے ہی حضور علیہ السلام کی صداقت میرے دل میں راسخ ہوگئی۔ میں ایک طرف اس سرپرائز پر خوش تھی تو دوسری طرف حیران اور متذبذب۔ کیونکہ اس واقعہ کے بارہ میں خاوند کو بتانے کا انجام بہت واضح تھا۔

ایم ٹی اے دیکھنے پر پابندی

بہت کچھ سوچنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ میں دل سے تو ایمان لاچکی ہوں لیکن فی الحال حالات کا تقاضا ہے کہ میں خاموش رہوں اور سابقہ طریق کے مطابق چھپ کر ایم ٹی اے دیکھ کر اپنی معلومات میں اضافہ کرتی رہوں۔ ایک روز میں کمرے میں ایم ٹی اے دیکھ رہی تھی اور کسی کام سے نکلی تو ٹی وی بند کرنا بھول گئی۔ ایسے میں باہر سے میرا خاوند آگیا اور کمرے میں جا کر اس نے ٹی وی دیکھنا شروع کردیا۔ اس وقت وہاں مکرم منیر ادلبی صاحب کا ظہور امام مہدیؑ کے بارہ میں ایک پروگرام چل رہا تھا۔ یہ دیکھتے ہی میرے خاوند نے چیخنا اور گند بکنا شروع کردیا۔ غصّہ کے عالم میں اس نے ریسیور کو اتنے زور سے ضرب لگائی کہ وہ بھی ٹوٹ گیا۔ پھر اس نے مجھ سے کہا کہ اگر تم نے آئندہ یہ چینل دیکھا تو میں تمہیں طلاق دے دوں گا۔

اک در بند سو در کھلا

ایم ٹی اے کا دروازہ بند ہونے کے بعد میں نے بازار سے جماعتی کتب کی تلاش کی تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ یہاں میسر نہیں ہیں۔ بالآخر سوچتے سوچتے مجھے ایم ٹی اے پر دیکھا ہوا آخری پروگرام یاد آ گیا جس میں مکرم منیر ادلبی صاحب موجود تھے۔ادلب چونکہ شام کا ایک شہر ہے اس لئے میں نے سوچا کہ مجھے شام کی ڈائریکٹری میں ان کا نام تلاش کرنا چاہئے۔لہٰذا میں نے ایسی معلومات کے بارہ میں مخصوص شعبہ میں فون کیا تو مجھے منیر ادلبی صاحب کا نمبر مل گیا اور میں نے فورًا انہیں فون کیا، دوسری طرف سے ایک بچی نے فون اٹھایا۔ میں نے پوچھا تم احمدی ہو؟ اس نے جواب دیا: ہاں میں احمدی ہوں۔ یہ جواب سنتے ہی میرے آنسو بہہ نکلے کہ میرے خاوند نے تو احمدیت کی طرف جانے والا میرا ہر دروازہ بند کردیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے غیب سے یہ دروازہ کھول دیا۔ بہرحال میں نے فورًا ملاقات کے لئے ٹائم لیا اور پھر ملاقات کے لئے چلی گئی۔

بیعت، ابتلا وثمرات

مکرم منیر ادلبی صاحب سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔ انہوں نے میری راہنمائی بھی کی اور مجھے جماعتی کتب بھی دیں جن کے مطالعہ سے ایمان میرے رگ و ریشہ میں سرایت کرگیا اور میں نے سوچا کہ اب بیعت کا وقت آ گیا ہے اور میں اس کے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو عبور کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یہی حالت میری بہن کی تھی۔ لہٰذا ہم نے مارچ 2006ء میں مکرم منیر ادلبی صاحب کے گھر میں بیعت فارم پر کرکے ارسال کردیا۔

بیعت کرکے میری خوشی دیدنی تھی کیونکہ آج میری دعائیں قبول ہوگئی تھیں اور مجھے وہ صراط مستقیم مل گیا تھا جسے پانے کے لئے میں سالوں سے دعا گو تھی۔ میری حالت ایسے گمشدہ بچے کی سی ہورہی تھی جسے گلی گلی بھٹکنے اور بلک بلک کر رونے کے بعد اس کی والدہ کی آغوش مل گئی ہو۔ ایک ماہ کے بعد ہماری بیعت کی قبولیت کا خط آ گیا، جسے پڑھ کر میری آنکھیں اشک آلود ہوگئیں کیونکہ آج مجھے خدا کے خلیفہ نے اس جماعت کے فرد کی حیثیت سے قبول کرلیا تھا جس کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ آگ سے نجات پانے والی ہے۔

ایک طرف مجھے یہ عظیم الشان خوشی نصیب ہوئی تو دوسری طرف میرے خاوند کے ساتھ میری مشکلات میں اضافہ ہوتا گیا۔اب اس نے زبانی بدکلامی، بچوں کے سامنے میری بےعزتی کرنے کے ساتھ بدنی سزا بھی دینی شروع کردی۔ تین سال کے عذاب کے بعد اس نے مجھے طلاق دے دی اور میں اپنی بیوہ والدہ اور بہن بھائیوں کے ساتھ رہنے پر مجبور ہوگئی جہاں ایک اور ابتلاء میرا منتظر تھا اور وہ یہ کہ میرے بہن بھائی بات بات پر مجھے میرے ایمان کی وجہ سے تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنانے لگے۔

کچھ عرصہ کے بعد میرے ایک بھائی نے مجھ سے پوچھا کہ تم نے احمدیت کیوں قبول کی؟ میں نے وضاحت کی اور ایم ٹی اے کے بارہ میں بتایا۔اس نے تحقیق شروع کردی اور کچھ عرصہ کے بعد بیعت کرنے کا فیصلہ کرلیا۔اس کے بعد میری بڑی بیٹی اور میری بہن کی بڑی بیٹی نے بھی بیعت کرلی۔ اب میں اپنی بیٹی کے ساتھ رہ رہی ہوں۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے دیگر رشتہ داروں کو بھی اس صراط مستقیم کی ہدایت عطا فرمائے جسے پا کر مجھے علم وعرفان، سکون واطمینان اور حلاوتِ ایمان نصیب ہوئی ہے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ خطاب حضور انور بر موقع تقریب تقسیم اسناد جامعہ احمدیہ یوکے

............از صفحہ نمبر 2

گا۔ پس یہ ایک بنیادی بات جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں بتائی ہمیشہ ہمیں سامنے رکھنی چاہئے بلکہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ایک مبلغ کی ذمہ داریوں کے لئے یہ چیزیں زہر ہیں۔ چِڑنا اس کے لئے ایک زہر ہے اور صبر نہ دکھانا زہر ہے۔ تضرّع اور ابتہال سے کسی کے لئے دعا نہ کرنا، صرف یہ سوچنا کہ اپنی کوشش سے ٹھیک کرلوں گا یہ زہر ہے۔(ماخوذ از ملفوظات جلد 7 صفحہ 77) اور چڑ چڑے پَن سے حکمت بھی جاتی ہے اور انسان احسن رنگ میں بات بھی نہیں کرسکتا۔ یعنی کہ ایک غلطی کے بعد پھر دوسری غلطی ہوتی چلی جاتی ہے۔ پھر چڑنا تکبّر کی بھی نشانی ہے۔ یہاں جامعہ کے ماحول میں ہوتے ہوئے آپ لوگوں سے، ایک دوسرے سے جو باتیں کرتے ہیں ان میں بعض دفعہ ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں کہ چڑ کے بھی بات کر لیتے ہیں یا کسی کی بات سے تنگ آ جاتے ہیں لیکن میدان عمل میں آپ کو اس بات کو کلّیۃً اپنی طبیعتوں میں سے نکالنا ہوگا تبھی آپ کامیاب مبلغ اور مربی بن سکتے ہیں۔ چِڑنے سے جب تکبر پیدا ہوتا ہے تو تکبر ہی تقویٰ سے دُور لے جاتا ہے اور جس میں تقویٰ نہیں اس کے کام میں پھر برکت بھی نہیں رہ سکتی۔ پس جس طرح ایک نیکی کئی نیکیوں کے بچے دیتی ہے۔ ایک برائی سے پھر دوسری برائی بھی پھیلتی چلی جاتی ہے۔ اس لئے بہت توجہ سے اور حکمت سے اور سوچ بچار کے استغفار کرتے ہوئے ایک مبلغ کو اپنے کام سرانجام دینے چاہئیں۔

تقویٰ جیسا کہ مَیں نے کہا ایک بنیادی چیز ہے۔ اگر ایک مربی اور مبلغ میں تقویٰ نہیں ہوگا تو وہ پھر ایک عام احمدی کے مقام سے بھی نیچے ہے۔ مربی اور مبلغ ہونا تو دُور کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ سے پہلے یہاں سے جتنے بھی مبلغ اور مربی بن کر نکلے ہیں، (اس سے پہلے دو بیچ (Batch) نکل چکے ہیں) ان کے بارے میں مجھے جماعتوں اور اداروں کی طرف سے اچھی رپورٹس آ رہی ہیں بلکہ کینیڈا سے شاید تین نکل چکے ہیں وہاں کی بھی رپورٹس بڑی اچھی ہیں۔ اس لئے یاد رکھیں کہ ان معیاروں کو جو آپ سے پہلے مربیان اور مبلغین حاصل کر چکے ہیں ان کو آپ نے مزید اونچا کرنا ہے اور یہ کیونکہ ساری دنیا میں سنا جائے گا تو جو پرانے مربیان ہیں ان سے بھی مَیں کہوں گا کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ اب تک انہوں نے اچھا کام کرلیا تو یہ معیار حاصل ہوگیا اور جہاں تک پہنچنا تھا پہنچ گئے۔ انہوں نے بھی اپنے معیاروں کو اونچا کرتے چلے جانا ہے اور آپ نے ان معیاروں سے مزید آگے نکلتے چلے جانا ہے۔ یہ جو مسابقت کی روح ہے جب تک رہے گی انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے مربّیان اور مبلّغین کامیاب ترین مربیان و مبلغین بنتے چلے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔

یہ جو معیاروں کو اونچا کرنا ہے، کس طرح اونچا کرنا ہوگا؟ اس میں ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ یہ اونچائی عاجزی سے ملتی ہے۔ جتنی زیادہ آپ میں عاجزی ہوگی اتنی زیادہ اپنی حالتوں کی طرف توجہ ہوگی اور اتنے زیادہ آپ لوگوں کے معیار بھی اونچے ہوتے چلے جائیں گے۔ عاجزانہ راہیں ہی خدا تعالیٰ کو پسند ہیں اور اس بات کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اظہار اور اعلان فرمایا تھا۔ (ماخوذ از تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 520 حاشیہ)

پس حضرت مسیح موعود کے کام کی تکمیل کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے والوں کو بھی وہی طریق اپنانا ہوگا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پسند فرمایا اور اپنایا۔ اس کے بغیر برکت نہیں پڑ سکتی۔ اسی سے کامیابیاں ملیں گی انشاء اللہ تعالیٰ اور اسی سے خدا تعالیٰ کا پیار ملے گا۔ اسی سے علم و عقل میں اضافہ ہوگا۔ آپ کو بھی اور آپ سے پہلے میدانِ عمل میں جانے والوں کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ کسی قسم کی تعریف آپ میں تکبّر پیدا نہ کرے۔ آپ اچھا کام کر رہے ہیں تو تعریف بھی ہو جاتی ہے۔ چاہے وہ تعریف خلیفہ وقت کی طرف سے ہو، چاہے وہ تعریف انتظامیہ کی طرف سے ہو، چاہے لوگ آپ کے کام کی تعریف کریں اور سراہیں تو ہر تعریف بجائے آپ میں تکبر پیدا کرنے کے آپ کو عاجزی کی طرف لے جانے والی ہونی چاہئے اور جتنا زیادہ آپ عاجزی میں بڑھتے چلے جائیں گے اتنے ہی زیادہ آپ اس پھلدار درخت کی طرح پھل لگانے والے ہوں گے جس کو پھل لگتے چلے جاتے ہیں کیونکہ پھل لگنے کے ساتھ ہی، جن ٹہنیوں پر جن شاخوں پر پھل لگتے ہیں وہ جھکتی چلی جاتی ہیں۔ تعریفیں پھل کی صورت میں ہونی چاہئیں جو آپ کو جھکانے والی ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دعاؤں کی عادت ڈالیں۔

دعاؤں کے بغیر نہ کوئی کامیاب مبلغ بن سکتا ہے نہ ہی مربی بن سکتا ہے۔ ہمیں جو کچھ ملنا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملنا ہے اور ملتا ہے۔ اس لئے دعاؤں کی طرف بہت توجہ ہونی چاہئے۔ جتنی زیادہ آپ دعاؤں کی طرف توجہ دیں گے اتنی زیادہ روحانیت میں بھی ترقی کریں گے۔ اتنی زیادہ عملی ترقی بھی کریں گے۔ اتنی زیادہ اخلاقی ترقی بھی کریں گے۔ اتنی ہی زیادہ علمی ترقی بھی کریں گے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ ایک نصیحت فرمائی تھی اس کا کچھ حصہ مَیں اس وقت آپ کے سامنے رکھتا ہوں کیونکہ اس کی ہر زمانے میں ضرورت ہے۔ آپ نے واقفین کو ہی مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

''سب سے پہلے تو مَیں واقفین زندگی کو اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ دعاؤں کی عادت ڈالیں۔ وہ آئندہ جماعت کے مبلغ بننے والے ہیں اور دعا کے بغیر کوئی مبلغ کامیاب نہیں ہوسکتا'' (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں) ''اور چونکہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس زمانے میں ان کے لئے رہبر بنایا ہے اور رہبری کے لئے ضروری ہے کہ رہبر تندرست ہو۔ اس لئے تم خصوصیت سے میرے لئے دعائیں کرو۔ اس سے ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ تمہاری دعاؤں سے مجھے صحت ہوگی اور مَیں تمہارے کام کی نگرانی صحیح طور پر کرسکوں گا۔ (خلیفۂ وقت کے سپرد واقفین زندگی اور مربّیان کے کام کی نگرانی کا کام بھی ہے۔ اس لئے آپ لوگوں کا کام ہے کہ خلیفۂ وقت کے لئے بھی دعائیں کریں اور فرمایا کہ) دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ خود تمہاری روحانیت ترقی کرے گی۔ گویا ایک تیر سے دو شکار ہوں گے۔ ایک طرف تمہارا خدا تعالیٰ سے تعلق بڑھتا جائے گا اور دوسری طرف تم سے کام لینے کا فرض جس انسان کے سپرد کیا گیا ہے اس کی طاقت، قوت اور عقل میں ترقی ہوگی اور وہ مناسب طور پر تمہارے کام کی نگرانی کر سکے گا۔ یاد رکھو جو شخص روحانیت میں ترقی کرتا ہے وہی دنیا کا سردار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً فرمایا تھا کہ اَلْاَرْضُ وَالسَّمَآءُ مَعَکَ کَمَا ھُوَ مَعِیْ۔ (براہین احمدیہ حصہ چہارم روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 579 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3) یعنی زمین اور آسمان اسی طرح تمہارے ساتھ ہیں جس طرح وہ میرے ساتھ ہیں۔ اسی طرح اگر تم دعائیں کرو گے تو تمہیں بھی آسمان اور زمین مل جائیں گے۔ جو کتابیں تم سکول میں پڑھتے ہو (یا جامعہ میں پڑھتے رہے) ان سے آسمان اور زمین نہیں مل سکتے۔ (آپ نے جامعہ سے جو علم حاصل کیا صرف اس کے پڑھنے سے زمین اور آسمان نہیں مل سکتے۔) صَرف اور نحو اور منطق پڑھنے سے تمہیں آسمان اور زمین نہیں ملیں گے۔ ہاں اگر تم دعائیں کرو اور خدا تعالیٰ کی طرف جھکو گے تو تمہیں آسمان اور زمین مل جائیں گے۔ اور اگر ان دعاؤں میں تم مجھے بھی شامل کرو گے (یعنی خلیفۂ وقت کو بھی شامل کرو گے) تو خدا تعالیٰ کہے گا کہ یہ لوگ اب کام کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ اگر کوئی شخص کام لینے والے کے لئے دعا کرتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ خود کام کرنا چاہتا ہے۔ تم دیکھ لو، میٹ مزدور کی نگرانی کرتا ہے، (جو ان کا انچارج ہوتا ہے نگران ہوتا ہے۔) مزدور چاہتا ہے کہ میٹ (ان مزدوروں کا جو نگران ہے) کہیں چلا جائے تا وہ آرام کر سکے۔ (مزدوروں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ چلا جائے تا کہ وہ آرام کریں جو نکمّے مزدور ہوتے ہیں۔) لیکن اگر مزدور خود میٹ کو آواز دیتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ کام کے لئے تیار ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو ایسے حالات پیدا کرنے چاہئیں کہ وہ کام کرے۔ یاد رکھو ایک، ایک، مبلغ کے ذریعہ سینکڑوں اور ہزاروں لوگ احمدیت میں داخل ہونے چاہئیں۔ پس علاوہ اپنے مفوّضہ کام کے تم میرے لئے بھی دعائیں کرو اور اپنے لئے بھی دعاؤں میں لگے رہو۔ تم دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ لوگوں کے دماغوں میں اثر پیدا کرے۔ (ان کے دماغوں میں اثر پیدا کرے۔) تمہیں بلند حوصلہ بخشے، (صبر بخشے۔ جیسا کہ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان میں مَیں نے بتایا۔) تمہیں قوی اور شجاع بنائے۔ تمہیں وہ طریق سکھائے جس کے نتیجے میں لوگ تمہاری بات مان لیں۔ (باتوں میں اثر پیدا ہو۔) دیکھو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی دعا کی تھی کہ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ (طٰہٰ: 28-29)۔ کہ اے خدا! جو کام تو نے میرے سپرد کیا ہے میں اسے ادا کرنے کی پوری کوشش کروں گا لیکن تو جانتا ہے کہ میری کوشش سے کچھ نہیں بنے گا۔ اس لئے تُو آپ میری زبان کی گرہیں کھول تا کہ لوگ میری بات سمجھنے لگ جائیں کیونکہ جو لوگ میری بات سمجھنے لگ جائیں گے وہ آہستہ آہستہ میری بات ماننے کے لئے بھی تیار ہو جائیں گے۔ پس تم دعاؤں میں لگ جاؤ اور ظاہری علوم بھی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ ظاہری علوم بھی بڑے کام کی چیز ہیں لیکن اس کے ساتھ تمہاری راتیں اور تمہارے دن دعاؤں میں صرف ہونے چاہئیں تا کہ جو فقرہ بھی تمہارے منہ سے نکلے وہ اپنے اندر اثر رکھتا ہو اور اس کی وجہ سے ہزاروں لوگ تمہارے پیچھے چلے آئیں اور دین کے فوّارے تمہارے منہ سے نکل پڑیں اور تم اللہ تعالیٰ کی بشارتیں اپنے کانوں سے سنو۔ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کیا بشارتیں ملی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ابھی اکیلے تھے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا: میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ (تذکرہ صفحہ 260 ایڈیشن چہارم 2004ء) اسی طرح اس نے آپ کو بشارت دی کہ میں تجھے بہت برکت دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ (ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 398) اور پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دیا۔ یہ سب کچھ آپ کی انابت اور توجہ الی اللہ کی وجہ سے ہوا۔ اگر تمہارے اندر بھی اسی قسم کا یقین پیدا ہو جائے اور تم بھی خدا تعالیٰ کی طرف جھکو تو اسی طرح خدا تعالیٰ کی تائید تم میں سے بھی ہر ایک کو حاصل ہوگی اور دنیا بھی تمہیں ملے گی اور دین بھی تمہیں ملے گا۔''

(تحریک جدید ایک الٰہی تحریک، جلد سوم صفحہ 567-569)

پس یہ باتیں ہمیشہ ہمیں اپنے سامنے رکھنی چاہئیں۔ جس خدا نے بغیر وسائل کے دنیا کے 206 ممالک میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والے پیدا فرما دیئے وہ اب بھی قدرت رکھتا ہے۔ آپ جو کینیڈا سے فارغ ہونے والے ہیں یا یوکے (UK) سے فارغ ہونے والے ہیں یا آئندہ جرمنی سے فارغ ہوں گے یا دنیا کے دوسرے جامعات سے فارغ ہو رہے ہیں، آپ لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ موقع دے رہا ہے کہ اس جہاد کا حصہ بن کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن جائیں۔ پس اپنی اہمیت کو سمجھیں۔

اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ آپ نے خدا تعالیٰ سے تبلیغ اور تربیت کرنے کا عہد کیا ہے۔ آپ نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم اپنے آپ کو اس لئے پیش کرتے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچائیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کرتے ہیں کہ دنیا کی مخلوق کو صحیح رنگ میں اس تعلیم سے آگاہ کریں جس سے ان کو اپنی عاقبت کی فکر رہے۔ عہد نبھانا ایک مومن کا کام ہے۔ آپ کا یہ عہد ہے۔ ہر مربی کا عہد ہے۔ ہر مبلغ کا عہد ہے۔ عہد نبھانا تو اللہ تعالیٰ نے ایک عام مؤمن کے لئے بھی ضروری قرار دیا ہے اور آپ تو اس سے ایک قدم آگے ہیں ان سے اوپر ہیں، جنہوں نے مومنین کی روحانی اور عملی تربیت کے لئے بھی کوشش کرنی ہے۔ پس ایک عام مومن جو ہے اس کے لئے بھی عہد کو نبھانا ضروری ہے تو آپ کے لئے تو کس حد تک ضروری ہوگا یہ آپ خود ہی تصور کر سکتے ہیں۔

پس کسی دنیاوی چیز پر نظر رکھنے کی بجائے اس عہد پر ہمیشہ نظر رکھیں جو آپ نے خدا تعالیٰ سے کیا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کو دنیا میں ہر جگہ پہنچائیں گے اور اپنی عملی حالتوں سے اپنے تربیت کے کام کو بھی اپنی انتہا تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ اگر آپ لوگ یہ کریں گے تو دنیا خود بخود آپ کی غلام بن جائے گی۔ آپ کو دنیا کے پیچھے دوڑنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ ایک معمولی رقم بھی جو آپ کی جیب میں ہوگی اس میں بھی اللہ تعالیٰ برکت ڈال دے گا۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ کے دلوں میں یہ بات ہمیشہ راسخ رہے کہ آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نوکری اور اللہ تعالیٰ کے جو کام ہیں ان کو پورا کرنے کا عہد کیا ہے اور زمانے کے امام کے ہاتھ پر نہ صرف بیعت کی ہے بلکہ بیعت کرنے کے بعد ان لوگوں میں اپنے آپ کو پیش کیا ہے جو دین کا علم حاصل کرنے کے بعد دنیا کو خدا تعالیٰ کے حضور لانے والے اور جھکانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو میرا حقیقی رنگ میں سلطان نصیر بنائے۔

کینیڈا سے فارغ التحصیل بھی اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہیں وہ بھی یاد رکھیں۔ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں کہ آپ سب لوگ ہی مخاطب ہیں اس لئے ہمیشہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔

اللہ تعالیٰ جہاں بھی آپ ہوں آپ کے ساتھ ہو۔ آپ کی ضروریات کو خود پورا فرمائے۔ آپ کو مشکلات میں جب دیکھے تو خود آپ کا سہارا بنے۔ آپ کا معین و مددگار ہو۔ آپ اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والے ہوں اور ہمیشہ کامیابیوں سے ہمکنار ہوتے رہیں۔ آپ کی طرف سے ہمیشہ خوشی اور کامیابی کی خبریں مجھے ملتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے یہ اعزاز ہر لحاظ سے مبارک کرے اور مَیں دوبارہ کہوں گا کہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اب دعا کرلیں۔ (دعا)

☆......☆......☆......☆

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات طیبہ سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بیان فرمودہ بعض واقعات کا تذکرہ

ان واقعات سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام و مرتبہ اور آپ کے ساتھ تائیدات الٰہی کا بھی پتہ چلتا ہے

نشانات کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔کیپٹن ڈگلس کے نواسے نے مجھے پیغام بھجوایا کہ مَیں بیعت کرنی چاہتا ہوں۔

مارٹن کلارک کے پڑپوتے نے یہاں (جلسہ پر) آ کے واضح طور پر اعلان کیا تھا کہ میرا پردادا غلط تھا اور حضرت مرزا صاحب سچے تھے۔

یہ باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہیں اور آپ کے بعد جاری خلافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کی دلیل ہیں اور ہمارے ایمانوں میں اضافہ کرنے والی ہیں

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 12 ردسمبر 2014ء بمطابق 12 فتح 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا كَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج بھی میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت کے بعض واقعات پیش کروں گا۔ چاہے ہمارے علم میں پہلے بھی ہوں لیکن حضرت مصلح موعود جس طرح بیان فرماتے ہیں اس سے بعض باتیں مختلف زاویوں سے سامنے آتی ہیں اور اس سے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام و مرتبہ اور آپ کے ساتھ تائیدات الٰہی کا ایک اور رنگ میں بھی پتا چلتا ہے۔

سورۃ یونس کی آیت سترہ میں جو اصول اللہ تعالیٰ نے نبی کی صداقت کا بیان فرمایا ہے کہ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ یعنی پس پہلے مَیں تمہارے درمیان ایک لمبی عمر گزار چکا ہوں۔کیا تم عقل نہیں کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ یہ کہیں یا آپؐ نے کفار کو یہ کہا۔ بہرحال یہ ایک اصول ہے نبی کی صداقت کا کہ جو اس کا ماضی ہے وہ اس کی زندگی کو ظاہر کرتا ہے۔

حضرت مصلح موعود ایک جگہ اپنی تقریر میں فرماتے ہیں۔ یہ تقریر کا موقع بھی اس طرح پیدا ہوا کہ قادیان میں مخالفین کے بعض بڑے بڑے مخالف علماء جمع ہوئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف بڑی دشنام طرازیاں کیں، بڑی تقاریر کیں اور بڑا منصوبہ کر کے وہ جلسہ انہوں نے منعقد کیا اور ارادہ ان کا یہ تھا کہ فساد پیدا کیا جائے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ وہ فساد تو نہ کر سکے لیکن انہوں نے جو بھی دریدہ دہنی کی جا سکتی تھی، گند بکا جا سکتا تھا بکا۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک جلسہ منعقد کیا یا کہنا چاہئے کہ ایک اجلاس کی صورت تھی جہاں آپ نے ان اعتراض کرنے والوں کے اعتراضات کے جواب بھی دیئے اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ثابت کی۔

بہرحال وہ ساری باتیں تو نہیں، ایک آدھ اقتباس مَیں اس میں سے لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ: ”حضرت مرزا صاحب کی دعوے سے پہلے کی زندگی کو دیکھتے ہیں تو آپ نے یہاں کے ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کو بار بار باعلان یہ فرمایا کہ کیا تم میری پہلی زندگی پر کوئی اعتراض کر سکتے ہو؟ مگر کسی کو جرأت نہ ہوئی بلکہ آپ کی پاکیزگی کا اقرار کرنا پڑا“۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ۔ اس کے تحت ہر ایک نے یہ گواہی دی کہ آپ کی پہلی زندگی بالکل پاک تھی یا کم از کم اعتراض نہیں اٹھا سکے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ مولوی محمد حسین بٹالوی جو بعد میں سخت ترین مخالف ہو گیا اس نے اپنے رسالے میں آپ کی زندگی کی پاکیزگی اور بے عیب ہونے کی گواہی دی اور مسٹر ظفر علی خان کے والد نے اپنے اخبار میں آپ کی ابتدائی زندگی کے متعلق گواہی دی کہ بہت پاکباز تھے۔ پس جو شخص چالیس سال تک بے عیب رہا اور اس کی زندگی پاکباز رہی وہ کس طرح راتوں رات کچھ کا کچھ ہو گیا اور بگڑ گیا۔ علمائے نفس نے مانا ہے کہ ہر عیب اور اخلاقی نقص آہستہ آہستہ پیدا ہوا کرتا ہے۔ (جو نفسیات کے ماہر ہیں وہ یہ یہی کہتے ہیں کہ جو اخلاقی برائیاں ہیں وہ آہستہ آہستہ پیدا ہوتی ہیں) ایک دم کوئی تغیر اخلاقی نہیں ہوتا ہے۔ پس دیکھو کہ آپ کا ماضی کیسا بے عیب اور بے نقص اور روشن ہے“ کہ کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔ (معیار صداقت۔ انوار العلوم جلد 6 صفحہ 61)

پھر اللہ تعالیٰ سورۃ مومن فرماتا ہے میں کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا (المومن:52) کہ ہم اپنے رسول کی مدد فرماتے ہیں۔ یہ مدد ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کس طرح دیکھتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ ”آپ کو طرح طرح سے مارنے کی کوشش کی گئی۔ لوگ مارنے پر متعین ہوئے جن کا علم ہو گیا اور وہ اپنے ارادے میں ناکام ہوئے۔ مقدمے آپ پر جھوٹے مقدمے اقدام قتل کے بنائے گئے۔ چنانچہ ڈاکٹر مارٹن کلارک نے جھوٹا مقدمہ اقدام قتل کا بنایا اور ایک شخص نے کہہ بھی دیا کہ مجھے حضرت مرزا صاحب نے متعین کیا تھا۔ مجسٹریٹ وہ جو اس دعوے کے ساتھ آیا تھا کہ اس مدعی مہدویت و مسیحیت کو اب تک کسی نے پکڑا کیوں نہیں؟ مَیں پکڑوں گا مگر جب مقدمہ ہوتا ہے وہی مجسٹریٹ کہتا ہے کہ میرے نزدیک یہ جھوٹا مقدمہ ہے۔ بار بار اس نے یہی کہا اور آخر اس شخص کو عیسائیوں سے علیحدہ کر کے (جس نے الزام لگایا تھا) پولیس افسر کے ماتحت رکھا گیا اور وہ شخص رو پڑا اور اس نے بتا دیا کہ مجھے عیسائیوں نے سکھایا تھا اور خدا نے اس جھوٹے الزام کا قلع قمع کر دیا“۔ اس کی باقی تفصیل بعد میں مَیں آگے بیان کروں گا۔

فرماتے ہیں کہ ”اسی طرح ہماری جماعت کے پُرجوش مبلغ مولوی عمر دین صاحب شملوی اپنا واقعہ سنایا کرتے ہیں کہ وہ بھی اسی معیار پر پرکھ کر احمدی ہوئے ہیں۔ وہ سناتے ہیں کہ شملہ میں مولوی محمد حسین اور مولوی عبدالرحمٰن سیاح اور چند اور آدمی مشورہ کر رہے تھے کہ اب مرزا صاحب کے مقابلہ میں کیا طریق اختیار کرنا چاہئے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب اعلان کر چکے ہیں کہ مَیں اب مباحثہ نہیں کروں گا۔ ہم اشتہار مباحثہ دیتے ہیں اگر وہ مقابلے پر کھڑے ہو جائیں گے تو ہم کہیں گے کہ انہوں نے جھوٹ بولا کہ پہلے تو اشتہار دیا تھا کہ ہم مباحثہ کسی سے نہ کریں گے اور اب مباحثے کے لئے تیار ہو گئے اور اگر مباحثے پر آمادہ نہ ہوئے تو ہم شور مچا دیں گے کہ دیکھو مرزا صاحب ہار گئے ہیں۔ اس پر مولوی عمر دین نے کہا کہ اس کی کیا ضرورت ہے۔ مَیں جاتا ہوں اور جا کر ان کو قتل کر دیتا ہوں۔ مولوی محمد حسین نے کہا کہ لڑکے! تجھے کیا معلوم یہ سب کچھ کیا جا چکا ہے۔ مولوی عمر دین صاحب کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ جس کی خدا اتنی حفاظت کر رہا ہے وہ خدا ہی کی طرف سے ہو گا۔ انہوں نے جب بیعت کر لی تو واپس جاتے ہوئے مولوی محمد حسین صاحب بٹالے کے سٹیشن پر ملے اور کہا تُو کدھر؟۔ انہوں نے کہا کہ قادیان بیعت کر کے آیا ہوں۔...... (مولوی صاحب کہنے لگے کہ) تُو بہت شریر ہے، تیرے باپ کو لکھوں گا۔ انہوں نے کہا کہ مولوی صاحب! یہ تو آپ ہی کے ذریعہ ہوا ہے جو کچھ ہوا ہے۔“ (معیار صداقت۔ انوار العلوم جلد 6 صفحہ 62-61)

پس مخالف مارنا چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کو بچاتا ہے۔ بلکہ دشمنی کرنے والا اگر نیک فطرت ہے تو وہ خود گھائل ہو کر جاتا ہے، خود اپنے دل کو پیچ کر جاتا ہے۔

میں نے پہلے مقدمہ قتل کا جو بتایا تھا یہ مقدمہ قتل عیسائیوں کی طرف سے ہوا تھا۔ اس کی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ نے بیان کی ہے۔ یہ مارٹن کلارک کا مقدمہ تھا اور مولوی محمد حسین بٹالوی بھی اس میں گواہ کے طور پر پیش ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کی ذلت کا سامان کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ یہ لکھتے ہیں بلکہ خطبے میں ذکر کیا ہے کہ ”مارٹن کلارک نے عدالت میں یہ دعویٰ کیا کہ میرے قتل کے لئے مرزا صاحب نے ایک آدمی بھیجا ہے۔ مسلمانوں میں علماء کہلانے والے بھی اس کے ساتھ اس شور میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی تو اس مقدمے میں آپ کے خلاف شہادت دینے کے لئے بھی آئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قبل از وقت بتا دیا تھا کہ ایک مولوی مقابل پر پیش ہو گا مگر اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کرے گا لیکن باوجود اس کے کہ الہام میں اس کی ذلّت کے متعلق بتا دیا گیا تھا اور الہام کے پورا کرنے کے لئے خاص ظاہری طور پر جائز کوشش کرنا ضروری ہوتا ہے“ (لیکن ہوا کیا؟) حضرت مصلح موعود کہتے ہیں۔ ”مجھے خود مولوی فضل دین صاحب نے جو لاہور کے ایک وکیل اور اس مقدمے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیروی کر رہے تھے سنایا کہ جب میں نے ایک سوال کرنا چاہا جس سے مولوی محمد حسین صاحب کی ذلّت ہوتی تھی تو آپ علیہ السلام نے مجھے اس سوال کے پیش کرنے سے منع کر دیا۔...... مقدمات میں گواہوں پر ایسے سوالات کئے جاتے ہیں کہ جن سے ظاہر ہو کہ وہ بے حقیقت آدمی ہے۔ (کسی آدمی کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے بعض سوال کئے جاتے ہیں)۔ مولوی فضل دین صاحب نے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وہ سوالات سنائے جو وہ مولوی محمد حسین (صاحب) پر کرنا چاہتے تھے تو ان میں ایک سوال...... سن کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم ایسے سوال کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مولوی فضل دین صاحب نے کہا کہ اس سوال سے آپ کے خلاف مقدمہ کمزور ہو جائے گا اور اگر یہ نہ پوچھا جائے تو آپ کو مشکل پیش آئے گی اس لئے کہ گواہ اپنے آپ کو مسلمانوں کا لیڈر ہونے کی حیثیت سے پیش کر رہا ہے اور ضروری ہے کہ ثابت کیا جائے کہ وہ ایسا معزز نہیں۔ مگر آپ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ نہیں۔ ہم اس سوال کی اجازت نہیں دے سکتے۔ مولوی فضل دین صاحب احمدی نہیں تھے بلکہ حنفی تھے اور حنفیوں کے لیڈر تھے۔ انجمن لقمانیہ وغیرہ کے سرگرم رکن تھے۔ اس لئے مذہبی لحاظ سے تعصب رکھتے تھے۔ مگر جب کبھی غیر احمدیوں کی مجالس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر کوئی حملہ کیا جاتا تو وہ پرزور تردید کرتے اور کہتے کہ عقائد کا معاملہ الگ ہے لیکن مَیں نے دیکھا ہے کہ آپ کے اخلاق ایسے ہیں کہ ہمارے علماء میں سے کوئی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور اخلاق کے لحاظ سے مَیں نے بھی ایسے ایسے مواقع پر ان کی آزمائش کی ہے کہ کوئی مولوی وہاں نہیں کھڑا ہو سکتا تھا جس مقام پر آپ (علیہ السلام) کھڑے تھے۔ اب دیکھو اِدھر گواہ کے ذلیل ہونے کا الہام ہے۔ اُدھر اس کی گواہی آپ (علیہ السلام) کو مجرم بناتی ہے۔ مگر جو بات اس کی (مجرم کی یا گواہ کی) پوزیشن کو گرانے والی ہے۔ (گواہ کی پوزیشن کو گرانے والی تھی) وہ آپ پوچھنے ہی نہیں دیتے۔ لیکن جس خدا نے قبل از وقت مولوی محمد حسین کی ذلت کی خبر آپ کو دی تھی اس نے ایک طرف تو آپ کے اخلاق کو دکھا کر آپ کی عزت قائم کی (کہ غیر احمدی جو وکیل تھا اس کی نظر میں بھی آپ کا مقام بہت بلند ہو گیا) اور دوسری طرف غیر معمولی سامان پیدا کر کے مولوی صاحب کو بھی ذلیل کرا دیا۔ اور یہ اس طرح ہوا۔ (مولوی صاحب کی ذلت) کہ وہی ڈپٹی کمشنر جو پہلے سخت تھا اس نے جونہی آپ کی شکل دیکھی (ایک طرف تو کہہ رہا تھا میں پکڑوں گا جب شکل دیکھی، آپ کا چہرہ دیکھا) اس کے دل کی کیفیت بدل گئی اور باوجود اس کے کہ آپ مقام ملزم کی حیثیت میں اس کے سامنے پیش ہوئے تھے اس نے کرسی منگوا کر اپنے ساتھ بچھوائی اور اس پر آپ کو بٹھایا۔ جب مولوی محمد حسین صاحب گواہی کے لئے آئے تو چونکہ وہ اس امید میں آئے تھے کہ شاید آپ کے ہتھکڑی لگی ہوئی ہو گی یا کم از کم آپ کو ذلت کے ساتھ کھڑا کیا گیا ہو گا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مجسٹریٹ نے اپنے ساتھ کرسی پر بٹھایا ہوا ہے تو وہ غصے سے مغلوب ہو گئے اور جھٹ مطالبہ کیا کہ مجھے بھی کرسی ملے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ میں معزز خاندان سے ہوں اور گورنر سے ملاقات کے وقت بھی مجھے کرسی ملتی ہے۔ ڈپٹی کمشنر نے جواب دیا کہ ملاقات کے وقت تو چوہڑے کو بھی کرسی ملتی ہے مگر یہ عدالت ہے۔ مرزا صاحب کا خاندان رئیس خاندان ہے۔ ان کا معاملہ اَور ہے“۔ (خطبات محمود جلد 17 صفحہ 553 تا 555)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

اب چہرہ دیکھ کر ایک ڈپٹی کمشنر کے اور وہ بھی انگریز کے رویے میں جو تبدیلی پیدا ہوئی جس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اب میں پکڑوں گا کیونکہ معمولی بات نہیں ہے۔ کیپٹن ڈگلس جو تھے ان کی مخالفت کوئی معمولی مخالفت نہیں تھی بلکہ اس نے مذہبی رنگ اختیار کر لیا تھا۔ اس کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ”چند دن پہلے اس نے کہا تھا کہ قادیان میں ایک شخص نے مسیح کا دعویٰ کیا ہے اور اس طرح وہ ہمارے خدا کی ہتک کر رہا ہے اس کو آج تک کسی نے پکڑا کیوں نہیں؟ جب مسل آئی تو (ڈپٹی کمشنر کیونکہ اس پر وارنٹ کرنا چاہتا تھا۔) مسل خوان نے کہا۔ جناب والا! یہ کیس وارنٹ کا نہیں بلکہ سمن کا کیس ہے۔ اس لئے وارنٹ جاری نہیں کیا جا سکتا۔ سمن بھیجا جا سکتا ہے۔ ان دنوں جلال الدین ایک انسپکٹر پولیس تھے جو احمدی تو نہیں تھے لیکن بڑے ہمدرد انسان تھے۔ انہوں نے بھی ڈپٹی کمشنر کو توجہ دلائی کہ بڑے ظلم کی بات ہے کہ وارنٹ جاری کیا جا رہا ہے۔ یہ وارنٹ کا کیس نہیں۔ سمن کا کیس ہے۔ لہٰذا وارنٹ کے بجائے سمن بھیجنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام سمن جاری کیا گیا اور انہی جلال الدین صاحب کو اس کی تعمیل کرنے کے لئے قادیان بھیجا گیا۔ چنانچہ بعد میں مقررہ تاریخ پر آپ بٹالہ حاضر ہوئے جہاں ڈپٹی کمشنر صاحب دورہ پر آئے ہوئے تھے۔ جب آپ عدالت میں پہنچے تو وہی ڈپٹی کمشنر جس نے چند دن پہلے کہا تھا کہ یہ شخص خداوند یسوع کی ہتک کر رہا ہے اس کو کوئی پکڑتا کیوں نہیں؟ اس نے آپ کا بہت اعزاز کیا (جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ) عدالت میں کرسی پیش کی اور (یہ بھی) کہا کہ آپ بیٹھے بیٹھے میری بات کا جواب دیں۔ اس مقدمے میں (جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے) مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی بطور گواہ کے پیش ہوئے۔ (اس وقت) عدالت کے باہر ایک بہت بڑا ہجوم بھی تھا اور لوگ بڑے شوق سے مقدمہ سننے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ جب مولوی محمد حسین صاحب عدالت میں پہنچے اور (جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کرسی پر بیٹھے دیکھا تو آگ بگولہ ہو گئے۔ کیونکہ وہ تو سوچ کے آئے تھے کہ جب میں جاؤں گا تو مرزا صاحب کو ہتھکڑی لگی ہو گی اور بڑی ذلت کی حالت ہو گی۔ (لیکن یہ تو بالکل الٹ ہو رہا تھا۔) مقدمہ ایک انگریز ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں پیش ہوا تھا۔ مدعی بھی ایک انگریز پادری ڈاکٹر مارٹن کلارک تھا۔ (ان کے متعلق مشہور ہے کہ وہ انگریز تھے لیکن درحقیقت وہ کسی پٹھان کی نسل میں سے تھے جس نے ایک انگریز سے شادی کی ہوئی تھی اور وہ انگریز کا لے پالک بھی تھا۔) مولوی محمد حسین صاحب جیسے مشہور عالم بطور گواہ پیش ہو رہے تھے مگر پھر بھی دشمن ناکام و نامراد رہا اور جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اعزاز کیا گیا وہاں آپ کے مخالفین کو ذلت و رسوائی کا منہ دیکھنا پڑا۔ مولوی محمد حسین صاحب نے جب دیکھا کہ آپ کو کرسی پیش کی گئی ہے“ (جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے) اور بجائے اس کے مجھے گواہوں کے کٹہرے میں کھڑا کیا گیا ہے تو وہ اس پر بڑے سیخ پا ہوئے۔ انہوں نے ڈپٹی کمشنر کو کہا کہ مجھے بھی کرسی دی جائے۔ ”اس وقت انگریز مولویوں کو بہت ذلیل سمجھتے تھے۔ وہ (ڈپٹی کمشنر) کہنے لگا کہ ہماری مرضی ہے ہم جسے چاہیں کرسی پر بٹھائیں اور جسے چاہیں کرسی نہ دیں“۔ وہ کہنے لگا کہ ”میں نے دیکھا ہے کہ ان کا خاندان کرسی نشین ہے اس لئے میں نے انہیں کرسی دی ہے۔ تمہاری حیثیت کیا ہے؟ مولوی محمد حسین صاحب کہنے لگے کہ میں اہلحدیث کا ایڈووکیٹ ہوں اور میں گورنر کے پاس جاتا ہوں“ (اور بڑی باتیں کی)۔ تو اس نے کہا تم مجھے جاہل آدمی لگتے ہو۔ گورنر کے پاس تو کوئی بھی آدمی جائے گا کرسی پیش کی جائے گی۔ یہ عدالت ہے گورنر کا دربار نہیں ہے۔ بہرحال ان کی تسلی نہ ہوئی۔ پھر مولوی محمد حسین صاحب نے ڈپٹی کمشنر سے بحث کرنی شروع کر دی۔ ”ڈپٹی کمشنر کو (بھی) غصہ آ گیا اور اس نے کہا بک بک مت کرو۔ پیچھے ہٹو اور جوتیوں میں کھڑے ہو جاؤ۔ چپڑاسی تو دیکھتے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر صاحب کی نظر کس طرف ہے۔ چپڑاسی نے جب ڈپٹی کمشنر صاحب کے الفاظ سنے تو اس نے مولوی محمد حسین صاحب کو بازو سے پکڑ کر جوتیوں میں لا کھڑا کیا۔ جب مولوی صاحب نے دیکھا کہ میری ذلت ہوئی ہے۔ باہر ہزاروں آدمی کھڑے ہیں اگر انہیں میری اس ذلت کا علم ہوا تو وہ کیا کہیں گے؟ تو کمرہ عدالت سے باہر نکلے۔ برآمدے میں ایک کرسی پڑی تھی۔ مولوی صاحب نے سمجھا کہ اس ذلت کو چھپانے کا بہترین موقع ہے۔ جھٹ کرسی کھینچی اور اس پر بیٹھ گئے اور خیال کر لیا کہ لوگ کرسی پر بیٹھے دیکھیں گے تو خیال کریں گے کہ مجھے اندر بھی کرسی ملی تھی۔ چپڑاسی نے دیکھ لیا وہ ڈپٹی کمشنر صاحب کا انداز دیکھ چکا تھا۔ اس نے مولوی محمد حسین صاحب کو کرسی پر بیٹھے دیکھ کر خیال کیا کہ اگر ڈپٹی کمشنر صاحب نے انہیں یہاں بیٹھا دیکھ لیا تو وہ مجھ پر ناراض ہوں گے۔ اس خیال کے آنے پر اس نے مولوی صاحب کو وہاں سے بھی اٹھا دیا اور کہا کہ کرسی خالی کر دیں۔ چنانچہ برآمدے والی کرسی بھی چھوٹ گئی۔ باہر آ گئے تو لوگ چادریں بچھائے انتظار میں بیٹھے تھے کہ مقدمے کا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ ایک چادر پر کچھ جگہ خالی دیکھی تو وہاں جا کر بیٹھ گئے۔ یہ چادر (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ) میاں محمد بخش صاحب مرحوم بٹالوی کی تھی جو مولوی محمد حسین صاحب مربی سلسلہ کے والد تھے۔ (جن کی یہ چادر تھی ان کے بیٹے مربی سلسلہ تھے۔ بعد میں مربی بنے۔) اور اس وقت (یہ محمد بخش صاحب جو تھے) غیر احمدی تھے (احمدی نہیں ہوئے تھے) بعد میں احمدی ہو گئے۔ بہرحال کہتے ہیں یہ چادر ان کی تھی۔) انہوں نے مولوی محمد حسین صاحب کو اپنی چادر پر بیٹھے دیکھا تو غصے میں آ گئے اور کہنے لگے۔ میری چادر چھوڑ۔ تُو نے تو میری چادر پلید کر دی ہے۔ تُو مولوی

ہوکر عیسائیوں کی تائید میں گواہی دینے آیا ہے۔ چنانچہ اس چادر سے بھی انہیں اٹھنا پڑا اور اس طرح ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کیا۔ تو دیکھو یہ آیات بینات ہیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دشمن کے ہاتھوں سے بری فرمایا۔ پھر اس پر ہی بس نہیں۔ سرڈگلس کو خدا تعالیٰ نے اور نشانات بھی دکھلائے جو مرتے دم تک انہیں یاد رہے اور (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ) انہوں نے (سرڈگلس نے) خود مجھ سے بھی بیان کئے۔ 1924ء میں جب میں انگلینڈ گیا تو یہ سارا قصہ مجھ سے بیان کیا۔ سرڈگلس کے ایک ہیڈ کلرک تھے جن کا نام غلام حیدر تھا۔ وہ راولپنڈی کے رہنے والے تھے بعد میں وہ تحصیلدار ہو گئے تھے۔ (سرگودھا کے شاید رہنے والے تھے۔) انہوں نے خود مجھے یہ قصہ سنایا اور کہا جب ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک والا مقدمہ ہوا تو میں ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور کا ہیڈ کلرک تھا۔ جب عدالت ختم ہوئی تو ڈپٹی کمشنر صاحب نے کہا کہ ہم فوراً گورداسپور جانا چاہتے ہیں۔ تم ابھی جا کر ہمارے لئے ریل کے کمرے کا انتظام کرو۔ ٹرین پر بکنگ کراؤ۔ چنانچہ مَیں مناسب انتظامات کرنے کے لئے ریلوے اسٹیشن پر آ گیا۔ مَیں اسٹیشن سے باہر نکل کر برآمدے میں کھڑا تھا تو مَیں نے دیکھا کہ سرڈگلس سڑک پر ٹہل رہے ہیں۔ وہ کبھی اِدھر جاتے ہیں اور کبھی اُدھر۔ ان کا چہرہ پریشان ہے۔ مَیں ان کے پاس گیا اور کہا۔ صاحب! آپ باہر پھر رہے ہیں۔ میں نے ویٹنگ روم میں کرسیاں بچھائی ہوئی ہیں آپ وہاں تشریف رکھیں۔ وہ کہنے لگے منشی صاحب! آپ مجھے کچھ نہ کہیں میری طبیعت خراب ہے۔ میں نے کہا کچھ بتائیں تو سہی۔ آخر آپ کی طبیعت کیوں خراب ہو گئی ہے تا کہ اس کا مناسب علاج کیا جا سکے۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ جب سے میں نے مرزا صاحب کی شکل دیکھی ہے اس وقت سے مجھے یوں نظر آتا ہے کہ کوئی فرشتہ مرزا صاحب کی طرف ہاتھ کر کے مجھ سے کہہ رہا ہے کہ مرزا صاحب گنہگار نہیں۔ ان کا کوئی قصور نہیں۔ پھر میں نے عدالت کو ختم کر دیا اور یہاں آیا تو اب ٹہلتا ٹہلتا جب اس کنارے کی طرف نکل جاتا ہوں تو وہاں مجھے مرزا صاحب کی شکل نظر آتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ کام نہیں کیا۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ پھر مَیں دوسری طرف جاتا ہوں تو وہاں بھی مرزا صاحب کھڑے نظر آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں یہ سب جھوٹ ہے۔ میں نے یہ کام نہیں کیا۔ اگر میری یہی حالت رہی تو میں پاگل ہو جاؤں گا۔ میں نے کہا صاحب! آپ چل کر ویٹنگ روم میں بیٹھیں۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی آئے ہوئے ہیں وہ بھی انگریز ہیں۔ ان کو بلا لیتے ہیں۔ شاید ان کی باتیں سن کر آپ کو تسلی ہو جائے۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کا نام لیمار چنڈ تھا۔ سرڈگلس نے کہا انہیں بلوا لو۔ چنانچہ مَیں انہیں بلا لایا۔ جب وہ آئے تو سرڈگلس نے ان سے کہا کہ دیکھو یہ حالات ہیں۔ میری جنون کی سی حالت ہو رہی ہے۔ مَیں اسٹیشن پر ٹہلتا ہوں اور گھبرا کر اس طرف جاتا ہوں تو وہاں کنارے پر مرزا صاحب کھڑے نظر آتے ہیں اور ان کی شکل مجھے کہتی ہے کہ میں بے گناہ ہوں۔ مجھ پر جھوٹا مقدمہ کیا گیا ہے۔ پھر دوسری طرف جاتا ہوں تو وہاں کنارے پر مجھے مرزا صاحب کی شکل نظر آتی ہے اور وہ کہتی ہے کہ میں بے گناہ ہوں۔ یہ سب کچھ جھوٹ ہے جو کیا جا رہا ہے۔ یہ دیکھ کے میری حالت پاگلوں کی سی ہو گئی ہے۔ اگر تم اس سلسلے میں کچھ کر سکتے ہو تو کرو ورنہ مَیں پاگل ہو جاؤں گا۔ تو سپرنٹنڈنٹ پولیس نے کہا اس میں کسی اور کا قصور نہیں آپ کا اپنا قصور ہے۔ آپ نے گواہ کو پادریوں کے حوالے کیا ہوا ہے۔ جو گواہ ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے اس کو قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا تو آپ نے پادریوں کے حوالے کیا ہوا ہے۔ وہ لوگ جو کچھ اسے سکھاتے ہیں وہ عدالت میں آ کر بیان دیتا ہے۔ آپ اسے پولیس کے حوالے کریں اور پھر دیکھیں کہ وہ کیا بیان دیتا ہے۔ چنانچہ اسی وقت سرڈگلس نے کاغذ قلم منگوایا اور حکم دے دیا کہ عبدالحمید کو پولیس کے حوالے کیا جائے۔ اور حکم کے مطابق عبدالحمید کو پادریوں سے لے لیا گیا اور پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔ دوسرے دن یا اسی دن اس نے فوراً اقرار کر لیا کہ میں جھوٹ بولتا رہا ہوں۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس کا بیان ہے کہ مَیں نے اسے سچ سچ بیان دینے کے لئے کہا تو اس نے پہلے تو اصرار کیا کہ وہ واقعہ بالکل سچا ہے۔ مرزا صاحب نے مجھے ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے قتل کے لئے بھیجا تھا لیکن میں نے سمجھ لیا کہ یہ شخص پادریوں سے ڈرتا ہے۔ چنانچہ میں نے کہا کہ میں نے ڈپٹی کمشنر صاحب سے حکم لے لیا ہے کہ اب تمہیں پادریوں کے پاس نہیں جانے دیا جائے گا۔ اب تم پولیس کے حوالات میں ہی رہو گے۔ تو وہ میرے پاؤں پر گر گیا اور کہنے لگا صاحب! مجھے بچا لو۔ مَیں اب تک جھوٹ بولتا رہا ہوں۔ اس نے مجھے بتایا کہ صاحب آپ دیکھتے نہیں تھے کہ جب مَیں گواہی کے لئے عدالت میں پیش ہوتا تھا تو میں ہمیشہ ہاتھ کی طرف دیکھتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب پادریوں نے مجھے کہا کہ جاؤ اور عدالت میں بیان دو کہ مجھے مرزا صاحب نے ہنری مارٹن کلارک کے قتل کے لئے بھیجا تھا اور امرتسر میں مجھے فلاں مستری کے گھر میں جانے کے لئے ہدایت دی تھی۔ {حضرت مصلح موعود کہتے ہیں یہ دوست مستری قطب دین صاحب تھے جن کا ایک پوتا اس وقت (اس زمانے میں) جامعہ میں پڑھتا ہے۔ وہ کہتے ہیں اس نے کہا کہ} مَیں تو وہاں کے احمدیوں کو جانتا نہیں۔ مجھے اس کا نام یاد نہیں رہے گا۔ اس پر مستری صاحب کا نام کوئلے کے ساتھ میری ہتھیلی پر لکھ دیتے تھے۔ جب میں گواہی دینے آتا تھا اور ڈپٹی کمشنر مجھ سے دریافت کرتے تھے کہ تمہیں امرتسر میں کس کے گھر بھیجا گیا تھا تو مَیں ہاتھ اٹھاتا تھا اور اس پر سے نام دیکھ کر کہہ دیتا تھا کہ مرزا صاحب نے مجھے فلاں احمدی کے پاس بھیجا تھا۔ (ہر دفعہ مختلف گواہوں کے لئے نام بھی لکھے جاتے تھے۔) غرض اس نے ساری باتیں بتا دیں اور سرڈگلس نے اگلی پیشی پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بری کر دیا۔

تو دیکھو یہ سب واقعات ہمارے لئے آیات بینات ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے سرڈگلس کے لئے اور آیات بینات بھی پیدا کئے۔ ایک آیت بیّنہ یہ تھی کہ انہیں ٹہلتے ٹہلتے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر نظر آتی تھی اور وہ تصویر کہتی تھی کہ میں بے گناہ ہوں میرا کوئی قصور نہیں۔ (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں) پھر انہوں نے خود مجھے سنایا کہ ایک دن مَیں گھر میں بیٹھا ہوا تھا اور ایک ہندوستانی آئی سی ایس آیا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ اپنی زندگی کے عجیب حالات میں سے کوئی ایک واقعہ بتائیں تو میں نے اسے یہی مرزا صاحب والا واقعہ سنایا۔ مَیں یہ واقعہ سنا رہا تھا کہ ان کا جو بیرا تھا، کام کرنے والا تھا اس نے ایک کارڈ لا کر دیا اور کہا باہر ایک آدمی کھڑا ہے جو آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ میں نے کہا اس کو اندر بلا لو۔ جب وہ شخص اندر آیا تو میں نے کہا نوجوان! مَیں آپ کو جانتا نہیں آپ کون ہیں؟ اس نوجوان نے کہا کہ آپ میرے والد کو جانتے ہیں آپ ان کے واقف ہیں ان کا نام پادری وارث دین تھا۔ مَیں نے کہا ہاں میں ابھی ان کا ذکر کر رہا تھا۔ وہ نوجوان کہنے لگا کہ ابھی تار آئی ہے کہ پادری وارث دین فوت ہو گئے ہیں۔ وارث دین ایک پادری تھا جس نے ڈاکٹر مارٹن کلارک کو خوش کرنے کے لئے اس کی طرف سے یہ ساری کارروائی کی تھی۔ (مقدمہ وغیرہ کروایا تھا) مگر خدا تعالیٰ نے ڈپٹی کمشنر صاحب پر حق کھول دیا اور خود جو گواہ تھا اس نے بھی اقرار کر لیا کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے یہ سب جھوٹ ہے۔ مگر عین اس وقت جب سرڈگلس وارث دین کا ذکر کر رہے تھے۔ ان کے بیٹے کا وہاں آنا اور اپنے والد کی وفات کی خبر دینا عجیب اتفاق تھا۔ سرڈگلس اپنی موت تک جس احمدی کو بھی ملتے رہے اسے یہ واقعہ بتاتے رہے۔ انہوں نے مجھے بھی یہ واقعہ سنایا، چوہدری فتح محمد صاحب سیال کو بھی اور چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو بھی یہ سب واقعہ سنایا۔ (حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ) 1924ء میں جب مَیں لندن آیا تو ان کی صحت اچھی تھی۔ کہتے ہیں یہ 32 سال قبل کا واقعہ ہے اور اب وہ (سرڈگلس) 93 سال کی عمر میں فوت ہوئے ہیں۔ 24ء میں ان کی 61 سال عمر تھی۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ اب جب مَیں 1953ء میں دوبارہ گیا تو مَیں نے انہیں بلایا تو انہوں نے معذرت کر دی اور کہا۔ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں اور بہت کمزور ہوں۔ اب میرے لئے چلنا پھرنا مشکل ہے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ اب سنا ہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں تو مجھے افسوس ہوا کہ موٹر ہمارے پاس تھی۔ ہم موٹر میں ہی انہیں منگوا لیتے۔ یا ان کے گھر چلے جاتے۔ تو (لکھتے ہیں کہ) یہ آیات بیّنات ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اپنے انبیاء کی سچائی ظاہر کرتا رہتا ہے اور مومن کو چاہئے کہ وہ سچے معنوں میں مومن بننے کے لئے کوشش کرے۔ اگر وہ حقیقی مومن بنے تو اللہ تعالیٰ ضرور غیب سے ایسے حالات پیدا کرتا ہے جس سے اس کا ایمان تازہ ہوتا رہتا ہے اور درحقیقت ایسے ایمان کے بغیر کوئی مزہ بھی نہیں۔ جس ایمان نے آنکھیں نہ کھولیں اور انسان کو اندھیرے میں رکھا اس کا کیا فائدہ۔ جو اس جہان میں اندھا رہے گا وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا رہے گا اور جسے اسی جہان میں آیات بیّنات نظر نہیں آتیں اس کو اگلے جہان میں بھی آیات بیّنات نظر نہیں آئیں گی۔ اس دنیا میں آیات بیّنات نظر آئیں تو دوسری دنیا میں بھی آیات بیّنات نظر آتی ہیں۔" (ماخوذ از الفضل 30 مارچ 1957 صفحہ 7-6 جلد 46/11 نمبر 77)

اب یہ نشانات کی بات ہے تو نشانات کا یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ گو اس بات کو سو سال سے بھی زیادہ عرصہ ہو گیا ہے جو ایک بڑا نشان تھا۔ اور یہ نشان اب اس طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ کیپٹن ڈگلس کے نواسے نے مجھے پیغام بھجوایا کہ مَیں بیعت کرنی چاہتا ہوں اور کہا کہ مَیں سوچتا ہوں کہ کون سا نیک کام میرے نانا سے ہوا تھا اور اتنی بڑی نیکی ہوئی تھی کہ میرے دل میں شدت سے خواہش پیدا ہو رہی ہے کہ مَیں احمدیت میں شامل ہو جاؤں۔ اور یہ ہے نشان کہ آج اس کے نواسے کو یہ احساس ہو رہا ہے کہ وہ سچائی جو سرڈگلس کو دکھائی گئی تھی اس کو اس نے تو قبول نہیں کیا لیکن اس سچائی کو دیکھ کر مَیں آج قبول کرتا ہوں اور مارٹن کلارک کے پڑپوتے کا قصہ تو آپ لوگ سن ہی چکے ہیں۔ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ اس نے یہاں (جلسہ پر) آ کے واضح طور پر اعلان کیا تھا کہ میرا پردادا غلط تھا اور حضرت مرزا صاحب سچے تھے۔

حضرت مصلح موعودؓ کہتے ہیں کہ "پس مومن کو ہمیشہ دعاؤں اور ذکر الٰہی میں لگے رہنا چاہئے کہ وہ دن اسے نصیب ہو جب اللہ تعالیٰ اسلام اور اپنی ذات کی سچائی اس کے لئے کھول دے اور اس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منور چہرہ اور خدا تعالیٰ کا نورانی چہرہ نظر آ جائے۔ جب یہ ہو جائے تو پھر رات اور دن اور سال تکلیف کے سال ہوں یا خوشی کے سال ہوں اس کے لئے برابر ہو جاتے ہیں۔ بس اگر اللہ تعالیٰ کا چہرہ نظر آ جائے، آپ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ نظر آ جائے تو پھر کوئی خوشی غمی کا احساس نہیں رہتا۔ بس ایک ہی احساس رہتا ہے اور اسی محبت میں انسان ڈوبا رہتا ہے۔ فرماتے ہیں اور چاہے کچھ بھی ہو ایسا آدمی ہمیشہ خوش رہتا ہے اور مطمئن رہتا ہے کسی سے ڈرتا نہیں۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جب کرم دین بھیں والا مقدمہ ہوا تو مجسٹریٹ ہندو تھا۔ آریوں نے اسے ورغلایا اور کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ضرور کچھ سزا دے اور اس نے ایسا کرنے کا وعدہ بھی کر لیا۔ خواجہ کمال الدین صاحب نے

جب یہ بات سنی تو وہ ڈر گئے۔ کہنے لگے کہ حضور! بڑے فکر کی بات ہے۔ آریوں نے مجسٹریٹ سے کچھ نہ کچھ سزا دینے کا وعدہ لے لیا ہے۔ آپ کسی طرح قادیان تشریف لے چلیں۔ گورداسپور میں مزید عرصہ نہ ٹھہریں۔ اگر آپ گورداسپور میں ٹھہرے تو مجسٹریٹ نے کل آپ کو کوئی نہ کوئی سزا ضرور دے دینی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ خواجہ صاحب! اگر میں قادیان چلا جاؤں تو وہاں سے بھی مجھے پکڑا جا سکتا ہے۔ پھر میں کہاں جاؤں۔ مجسٹریٹ کو اختیارات حاصل ہیں اگر قادیان گیا تو وہاں بھی وارنٹ آ سکتا ہے اور وہاں سے کسی دوسری جگہ گیا تو وہ بھی محفوظ جگہ نہیں ہوگی۔ وہاں بھی وارنٹ جاری کئے جا سکتے ہیں۔ پھر میں کہاں کہاں بھاگتا پھروں گا۔ خواجہ صاحب کہنے لگے حضور! آریوں نے مجسٹریٹ سے کچھ نہ کچھ سزا دینے کا وعدہ لے لیا ہے۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لیٹے ہوئے تھے۔ آپ اٹھ کر بیٹھے اور فرمایا خواجہ صاحب! آپ کیوں پریشان ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے شیر پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے۔ چنانچہ یہی ہوا۔ وہ دو مجسٹریٹ تھے جن کی عدالت میں مقدمہ پیش ہوا۔ ان دونوں کو بڑی سخت سزا ملی۔ ان میں سے ایک تو معطّل ہوا اور ایک کا بیٹا پاگل ہو گیا اور چھت پر سے چھلانگ مار کر مر گیا۔ پھر اس پر یہ اثر تھا کہ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ (ایک دفعہ) میں دلّی جا رہا تھا کہ وہ لدھیانے کے اسٹیشن پر مجھے ملا اور کہنے لگا دعا کریں۔ میرا ایک اور بیٹا ہے خدا تعالیٰ اسے بچا لے۔ مجھ سے بہت غلطیاں ہوئی ہیں۔ غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ بات پوری ہوئی کہ خدا تعالیٰ کے شیر پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے اور آریوں کو ان کے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی۔

پس اگر انسان اللہ تعالیٰ کا ہو جائے تو پھر دنیا کی ہر شئے اس کی ہو جاتی ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ ”جے تُو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو“۔ یعنی اگر تُو خدا تعالیٰ کا ہو جائے تو سب جہان تیرا ہو جائے گا۔ دنیا کی کوئی چیز تمہیں ضرر نہیں پہنچا سکے گی اور کوئی دشمن تمہارے خلاف کوئی شرارت نہیں کر سکے گا۔ پس تم اللہ تعالیٰ کے بنو اور دعا کرتے رہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ہو جاؤ۔ اس طرح تم بھی امن میں آ جاؤ اور تمہاری اولاد اور دوسرے عزیز اور دوست بھی امن میں آ جائیں۔ یاد رکھو جب تک جماعت امن میں نہیں رہے گی تم بھی امن میں نہیں رہ سکتے اور جماعت اسی وقت امن میں رہ سکتی ہے جب تمہاری آئندہ نسلیں امن میں ہوں“۔ (ماخوذ از الفضل 30 مارچ 1957 صفحہ 7-6 جلد 46/11 نمبر 77)

پھر اسی مقدمے کے سلسلے میں ایک جگہ بیان فرماتے ہیں کہ ”مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جب پادری مارٹن کلارک نے مقدمہ کیا تو میں نے گھبرا کر دعا کی۔ رات کو رؤیا میں دیکھا کہ میں سکول سے آ رہا ہوں اور اس گلی میں سے جو مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے مکان کے نیچے ہے اپنے مکان میں داخل ہونے کی کوشش کرتا ہوں۔ وہاں مجھے بہت سی باوردی پولیس دکھائی دیتی ہے۔ پہلے تو ان میں سے کسی نے مجھے اندر داخل ہونے سے روکا مگر کسی نے کہا یہ گھر کا ہی آدمی ہے اسے اندر جانے دینا چاہئے۔ جب ڈیوڑھی میں داخل ہو کر اندر جانے لگا تو وہاں ایک تہہ خانہ ہوا کرتا تھا جو ہمارے دادا صاحب مرحوم نے بنایا تھا۔ ڈیوڑھی کے ساتھ سیڑھیاں تھیں جو اس تہہ خانے میں اترتی تھیں۔ بعد میں یہاں صرف ایندھن اور پیپے پڑے رہتے تھے۔ (یعنی کاٹھ کباڑ ہوتا تھا۔) جب میں گھر میں داخل ہونے لگا تو میں نے دیکھا کہ پولیس والوں نے وہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑا کیا ہوا ہے اور آپ کے آگے بھی اور پیچھے بھی اوپلوں کا انبار لگا ہوا ہے۔ صرف آپ کی گردن مجھے نظر آ رہی ہے اور میں نے دیکھا کہ وہ سپاہی ان اوپلوں پر مٹی کا تیل ڈال کر آگ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب میں نے انہیں آگ لگاتے دیکھا تو مَیں نے آگے بڑھ کر آگ بجھانے کی کوشش کی۔ اتنے میں دو چار سپاہیوں نے مجھے پکڑ لیا۔ کسی نے کمر سے اور کسی نے قمیص سے اور مَیں سخت گھبرایا کہ ایسا نہ ہو یہ لوگ اوپلوں کو آگ لگا دیں۔ اسی دوران میں اچانک میری نظر اوپر اٹھی اور میں نے دیکھا کہ دروازے کے اوپر نہایت موٹے اور خوبصورت حروف میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ”جو خدا کے پیارے بندے ہوتے ہیں ان کو کون جلا سکتا ہے۔ تو (فرماتے ہیں کہ) اگلے جہان میں ہی نہیں یہاں بھی مومنوں کے لئے سلامتی ہوتی ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ایسے بیسیوں واقعات دیکھے کہ آپ کے پاس گو نہ تلوار تھی نہ کوئی اور سامان حفاظت مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کے سامان کر دیئے“۔ (سیر روحانی (3) انوار العلوم جلد 16 صفحہ 383)

کیپٹن ڈگلس صاحب نے جو واقعہ ایک آئی سی ایس افسر کو بیان کیا تھا۔ اس میں ایک بات یہ بھی بیان کی تھی کہ مجھے بڑی سخت گھبراہٹ تھی کہ مقدمہ غلط ہے تو کہتے ہیں بہرحال میں نے فیصلہ کر لیا اور حق ثابت ہو گیا۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ مَیں نے مرزا صاحب جیسا وسیع الحوصلہ بھی کوئی نہیں دیکھا۔ باوجود اس کے کہ ان پر ایک خطرناک جرم لگا کر انہیں خطرے میں ڈالا گیا تھا پھر بھی جب میں نے انہیں کہا یعنی عدالت نے جب انہیں کہا کہ آپ ان پر اپنی ہتک کا دعویٰ کر سکتے ہیں تو انہوں نے کہہ دیا کہ مَیں نہیں کرنا چاہتا“۔

(ماخوذ از ضمیمہ اخبار الفضل قادیان 21 اکتوبر 1927ء صفحہ 22-21 جلد 15 نمبر 33)

ان تمام مخالفتوں کے باوجود جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سامنا کرنا پڑا یہ آپ کا حوصلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق نہ صرف آپ محفوظ رہے بلکہ آپ کی جماعت بھی بڑھتی رہی۔ قادیان بھی ترقی کرتا رہا۔

اسی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ”ایک زمانہ تھا کہ یہاں احمدیوں کو مسجدوں میں نہیں جانے دیا جاتا تھا۔ مسجد کا دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔ چوک میں کِلّے گاڑ دیئے گئے تھے تا نماز پڑھنے کے لئے جانے والے گریں اور کنوئیں سے پانی نہیں بھرنے دیا جاتا تھا بلکہ یہاں تک سختی کی جاتی تھی کہ کمہاروں کو ممانعت کر دی گئی تھی کہ احمدیوں کو برتن بھی نہیں دینے۔ جو مٹی کے برتن بنانے والے ہیں ان کو بھی منع کر دیا گیا تھا۔ ایک زمانے میں یہ ساری مشکلات تھیں مگر اب وہ لوگ کہاں ہیں۔ ان کی اولادیں احمدی ہو گئی ہیں اور وہی لوگ جنہوں نے احمدیت کو مٹانے کی کوشش کی ان کی اولاد اسے پھیلانے میں مصروف ہے۔ یہی مدرسہ جس جگہ واقعہ ہے (مدرسے میں خطاب فرما رہے تھے) یہاں پرانی روایات کے مطابق جنّ رہا کرتے تھے۔ (پہلی روایات تھیں کہ یہاں اس جگہ پر جنّ رہتے ہیں) اور کوئی شخص دوپہر کے وقت بھی اس راستے سے اکیلا نہ گزر سکتا تھا۔ اب دیکھو وہ جنّ کس طرح بھاگے۔ مجھے یاد ہے اس (ہائی سکول والے) میدان سے جاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک رؤیا سنایا تھا کہ قادیان بیاس تک پھیلا ہوا ہے اور شمال کی طرف بھی بہت دُور تک اس کی آبادی چلی گئی ہے۔ اس وقت یہاں صرف آٹھ دس گھر احمدیوں کے تھے اور وہ بھی تنگدست۔ باقی سب بطور مہمان آتے تھے۔ لیکن اب دیکھو خدا تعالیٰ نے کس قدر ترقی اسے دے دی ہے“۔ (الفضل قادیان 9 فروری 1932ء صفحہ 6 جلد 19 نمبر 95)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جگہ سے بھی نکل کے باہر قادیان کی وسعت ہوتی چلی جا رہی ہے۔ احمدی بھی خوبصورت مکانات بنا رہے ہیں۔ فلیٹ بنا رہے ہیں۔ جماعت کے بھی گیسٹ ہاؤسز بن رہے ہیں۔ فلیٹس بن رہے ہیں۔ کوارٹر بن رہے ہیں۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کی بستی کی ترقی تو ہم دیکھتے چلے جا رہے ہیں۔ اب وہ مخالف ہندو جو مسجد اقصیٰ میں اس وجہ سے غصے میں آتا تھا اور احمدیوں سے لڑتا تھا کہ بچوں کا شور ہوتا ہے اور یہاں زیادہ لوگ آ گئے ہیں کیونکہ اس کا گھر مسجد اقصیٰ کے صحن کے شرقی جانب تھا اور ساتھ جڑا ہوا تھا۔ آج وہ گھر جو ہے وہ مسجد اقصی کی جب extension ہوئی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد اقصیٰ کا حصہ بن چکا ہے۔

مخالفین کی بائیکاٹ اور ایذا رسانی کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بائیکاٹ بھی ہم نے دیکھا۔ وہ وقت بھی دیکھا جب چوہڑوں کو صفائی کرنے اور سقّوں کو پانی بھرنے سے روکا جاتا تھا۔ پھر وہ وقت بھی دیکھا جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں باہر تشریف لے جاتے تو آپ پر مخالفین کی طرف سے پتھر پھینکے جاتے اور وہ ہر رنگ میں ہنسی اور استہزاء سے پیش آتے۔ مگر ان تمام مخالفتوں کے باوجود کیا ہوا۔ اس وقت حضرت مصلح موعود خطبہ دے رہے تھے۔ کہتے ہیں ”آپ جتنے لوگ اس وقت یہاں بیٹھے ہیں آپ میں سے پچانوے فیصدی وہ ہیں جو اُس وقت مخالف تھے یا مخالفوں میں شامل تھے مگر اب وہی پچانوے فیصدی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ساتھ شامل ہیں۔ پھر حضرت خلیفہ اول کی وفات کے بعد جماعت میں شور اٹھا۔ اس کا کیا حشر ہوا۔ اس فتنہ کے سرگروہ وہ لوگ تھے جو صدر انجمن پر حاوی تھے اور تحقیر کے طور پر کہا کرتے تھے کہ کیا ہم ایک بچے کی غلامی کر لیں۔ خدا تعالیٰ نے اسی بچے کا ان پر ایسا رعب ڈالا کہ وہ لوگ قادیان چھوڑ کر بھاگ گئے اور اب تک یہاں آنے کا نام نہیں لیتے۔ انہیں لوگوں نے اس وقت بڑے غرور سے کہا تھا کہ جماعت کا اٹھانوے فیصدی حصہ ہمارے ساتھ ہے اور دو فیصدی ان کے ساتھ۔ (یعنی خلافت کے ساتھ۔) مگر اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دو فیصدی بھی ان کے ساتھ نہیں رہا اور اٹھانوے فیصدی بلکہ اس سے بھی زیادہ ہماری جماعت میں شامل ہو چکا ہے“۔

(خطبات محمود جلد 15 صفحہ 207)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت جب خطبہ دے رہے تھے تو جتنے لوگ ان کے سامنے بیٹھے ہوں گے اِس وقت لندن میں میرے خیال میں اُس سے زیادہ تعداد میں لوگ میرے سامنے بیٹھے ہیں بلکہ مسجد فضل میں بھی جمعہ ہو رہا ہے وہاں بھی شاید اس سے زیادہ لوگ ہوں۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاص تائیدات کی نشانی ہے کہ دنیا میں کہاں کہاں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو پھیلا دیا ہے۔

پس یہ باتیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی دلیل ہیں اور آپ کے بعد جاری خلافت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کی دلیل ہیں اور ہمارے ایمانوں میں اضافہ کرنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ان باتوں کو ہم ہمیشہ سامنے رکھیں اور یہ باتیں ہمارے اور ہماری نسلوں کے ایمانوں میں ہمیشہ اضافہ کرتی رہیں۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل طلباء درجہ شاہد کے تیسرے کانووکیشن کے موقع پر

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت اور بصیرت افروز خطاب

سال 2014ء کے دوران جامعہ احمدیہ یوکے سے شاہد کی ڈگری کے حقدار قرار پانے والے بائیس خوش نصیب طلباء اور تعلیمی سال 13-2012ء کے دوران مختلف کلاسز میں اعزاز پانے والے طلباء میں تقسیم اسناد و انعامات۔

تقریب میں متعدد ممالک سے تشریف لانے والے معزز مہمانوں کی شمولیت۔

رپورٹ: حافظ محمد ظفراللہ عاجزؔ

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 13؍دسمبر 2014ء ہفتہ کے دن جامعہ احمدیہ یوکے (UK) کے تیسرے کانووکیشن میں شرکت فرمائی۔ بلا شبہ یہ دن انگلستان کی کاؤنٹی سَرے کے ایک خوبصورت قصبہ ہیزل میئر (Haslemere) میں واقع جامعہ احمدیہ یوکے کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جانے والے دنوں میں سے ایک تھا۔ اس روز سال 2014ء کے دوران جامعہ احمدیہ یوکے (UK) سے شاہد کی ڈگری حاصل کرنے والے بائیس طلباء جبکہ جامعہ کے تعلیمی سال 2012-2013ء کے دوران جامعہ احمدیہ کی تمام کلاسز میں اعزاز پانے والے انیس (کل ملا کر اڑتیس) خوش نصیب طلباء نے حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک سے انعامات پانے کا اعزاز حاصل کرنا تھا۔

یہ محبت تو نصیبوں سے ملا کرتی ہے
چل کے خود آئے مسیحا کسی بیمار کے پاس

جامعہ احمدیہ یوکے اپنی خوش قسمتی پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کرے کم ہے کہ یہاں پر ہونے والے پہلے دو کانووکیشنز کی طرح امسال بھی سیّدنا و امامنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بنفس نفیس رونق افروز ہوکر طلباء کو انعامات سے نوازا اور مربیان و مبلغین کرام کو نہایت قیمتی نصائح سے نواز کر اس تقریب کو یادگار بنا دیا۔ موسم بھی اس دن بہت اچھا رہا اور جاڑے کے موسم میں سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمکتا رہا اور دن کو مزید خوشگوار بناتا رہا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

حضورِانور ایدہ اللہ کی تشریف آوری

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع ممبران قافلہ ساڑھے گیارہ بجے کے قریب جامعہ احمدیہ میں تشریف لے آئے۔ امیر صاحب جماعتِ احمدیہ برطانیہ مکرم رفیق احمد حیات صاحب، پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر انعام احمد صاحب اور صدر صاحب تعلیمی کمیٹی جامعہ احمدیہ محترم ظہیر احمد خان صاحب نے حضورِانور کا استقبال کیا اور شرفِ مصافحہ حاصل کیا۔ کچھ دیر Stone House واقع جامعہ احمدیہ میں قیام فرمانے کے بعد دوپہر بارہ بجے حضورِانور جامعہ احمدیہ کے آڈیٹوریم میں تشریف لے گئے جہاں طلباء و اساتذہ جامعہ احمدیہ کے ساتھ ساتھ تقریب میں شامل ہونے والے معزز مہمان بھی حضورِانور کے لئے چشم براہ تھے۔

تقریب تقسیمِ اسناد

تقریب تقسیم اسناد کا اہتمام جامعہ احمدیہ کی عمارت میں موجود آڈیٹوریم میں کیا گیا تھا۔ حضورانور ایدہ اللہ کے آڈیٹوریم میں رونق افروز ہونے پر تمام حاضرین نے کھڑے ہوکر حضورِانور کا استقبال کیا۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کے کرسیٔ صدارت پر رونق افروز ہونے پر اس بابرکت تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم نصر احمد ارشد نے کی۔ تلاوت کی جانے والی سورۃ العادیات کی آیاتِ مبارکہ کا اردو ترجمہ عزیزم مشہود احمد ادیب نے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ حمدیہ منظوم کلام (محمود کی آمین) ؎

یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

سے منتخب اشعار عزیزم طاہر احمد خالد نے دل نشین انداز میں پیش کئے۔

رپورٹ صدر تعلیمی کمیٹی

بعد ازاں مکرم ظہیر احمد خان صاحب صدر تعلیمی کمیٹی جامعہ احمدیہ یوکے نے درج ذیل رپورٹ پیش کی:

’’سیدی! سات سال قبل 2007ء میں یوکے، جرمنی، بیلجیم، فرانس، ڈنمارک، سوئٹزرلینڈ اور سری لنکا سے تعلق رکھنے والے جو بچے دینی تعلیم کے حصول کیلئے جامعہ احمدیہ یوکے میں داخل ہوئے تھے، اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ان میں سے 22 مربیان کرام جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے والی تیسری شاہد کلاس کے طور پر آج حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک سے اسناد حاصل کرنے کی سعادت پانے جارہے ہیں۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

سیدی! حضورانور کے اس تقریب میں رونق افروز ہونے سے جہاں ہمارے یہ لمحات برکت کا موجب ہو گئے ہیں اور جس کیلئے ہمارے دل خدا تعالیٰ کی حمد سے لبریز ہیں وہاں ان فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کیلئے بھی یہ بات نہایت سعادت کا باعث ہے کہ گزشتہ سات سال انہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے براہِ راست فیضیاب ہونے کی توفیق ملتی رہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی یہ عنایت جامعہ احمدیہ یوکے کے ہر طالبعلم کی ایسی متاعِ بے مثل ہے جس پر ہم خدائے ذوالمنن کا جتنا بھی شکر ادا کریں وہ کم ہے۔

ان فارغ التحصیل ہونے والے مربیانِ کرام نے دورانِ تعلیم حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے متعدد بار ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ مختلف علمی نشستوں میں حضورانور کے زیرِ سایہ رہ کر اپنی علمی قابلیتوں کو صیقل کرنے کی توفیق پائی۔ حضورانور کی اقتداء میں نمازوں کی ادائیگی کے ذریعہ اپنی روحانی تربیت کے سامان کئے۔

اسی طرح جامعہ احمدیہ کی پکنک، سالانہ کھیلوں اور دیگر پروگراموں میں حضور انور کی بنفسِ نفیس تشریف آوری نے ان کے قلب و اذہان پر خلافت کی محبت و شفقت کے ایسے انمول نقوش قلوب ثبت فرمائے ہیں جن کے تصور سے ہمارے دل خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہیں۔

سیدی! اس روحانی اور اصل مائدہ کے ساتھ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اونٹ کا گُھٹنا باندھنے کی حد تک ان طلباء کو جامعہ احمدیہ کے روائتی مضامین پڑھائے گئے اور پڑھائی کے پانچویں سال میں شاہد کی ڈگری کیلئے مقالہ جات بھی لکھوائے گئے۔ شاہد کے امتحانات کے بعد ان طلباء کیلئے میدان عمل کے تعلق میں ہومیوپیتھی، اکاؤنٹس، کوکنگ، اور بعض ٹیکنیکل اور مکینیکل کلاسیں بھی لگوائی گئیں۔ نیز پریس اور مختلف اشاعتی مراحل کے تعلق میں بھی طلباء کو معلومات بہم پہنچائی گئیں۔

جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے اور وکالت تبشیر لندن میں رپورٹ کرنے کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایت اور ارشاد کے ماتحت ان مربیان کرام نے سپین اور ربوہ پاکستان میں بھی کچھ وقت گزارنے کی توفیق پائی۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ ان تمام مربیانِ سلسلہ کو ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلاتے ہوئے ان سے ایسے کام لے جس سے اُس کی عزت، عظمت اور جلال ظاہر ہو۔ اور یہ سب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توقعات کے عین مطابق پورے اخلاص و وفا کے ساتھ عمل کرتے ہوئے خلافتِ راشدہ احمدیہ کے سلطانِ نصیر بنے

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کانووکیشن سے خطاب فرماتے ہوئے

والے ہوں۔ آمین

آخر پر حضور انور کی خدمتِ اقدس میں نہایت ادب کے ساتھ عرض ہے کہ ازراہ شفقت جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے والی تیسری شاہد کلاس کے ان 22 مربیانِ کرام کو تفسیرِ صغیر، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جامعہ احمدیہ یوکے اور کینیڈا کے کانووکیشنز کے مواقع پر ارشاد فرمودہ خطابات پر مشتمل کتابچہ اور شاہد کی ڈگری عطا فرمائیں۔ نیز تعلیمی سال 13-2012ء کی باقی 6 کلاسز میں اوّل، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات اور اسنادِ امتیاز سے نوازیں۔‘‘

تقسیم انعامات واسناد

رپورٹ کے بعد حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت جامعہ احمدیہ یوکے (UK) کے تعلیمی سال 13-2012ء کی چھ کلاسوں درجہ خامسہ، رابعہ، ثالثہ، ثانیہ، اولیٰ اور ممہدہ کے امتحانات میں اوّل ، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات اور اسنادِ امتیاز عطا فرمائیں۔ محترم راجہ برہان احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ یوکے اعزاز پانے والے طلباء کے نام پڑھتے گئے اور درج ذیل خوش نصیب طلباء ایک ایک کر کے ان یادگار لمحات میں حضورِ انور کے بابرکت ہاتھوں سے یہ انعامات حاصل کرتے رہے۔

تعلیمی سال 13-2012ء کے دوران درجہ ممہدہ تا درجہ خامسہ میں اعزاز پانے والے 19 طلباء کے اسماء یوں ہیں:

درجہ خامسہ: اول: عزیزم امتیاز احمد شاہین، دوم: عزیزم مستنصر احمد قمر، سوم: عزیزم منصور احمد کلارک

درجہ رابعہ : اول: عزیزم محمد عطاء ربی ہادی، دوم: عزیزم ظافر محمود ملک، سوم: عزیزم صباح الظفر

درجہ ثالثہ: اول: عزیزم مروان سرورگل، دوم: عزیزم حسن سلبی، سوم: عزیزم عدنان حیدر

درجہ ثانیہ: اول: عزیزم سید احسان احمد، دوم: عزیزم قمر احمد ظفر، سوم: عزیزم راحیل احمد

درجہ اولیٰ: اول: عزیزم نعمان احمد ہادی، دوم: عزیزم مبشر احمد ظفری، سوم: عزیزم عطاءاالفاطر طاہر اور عزیزم عمران سلام

درجہ ممہدہ: اول: عزیزم حافظ طٰہٰ داؤد، دوم: عزیزم سید عدیل احمد، سوم: عزیزم سفیر احمد

اس کے ساتھ ہی حضورِ انور نے ازراہِ شفقت جامعہ احمدیہ یوکے سے 2014ء میں فارغ التحصیل ہونے والے بائیس خوش نصیب مربیان کرام کو اپنے دستِ مبارک سے ’تفسیر صغیر‘ اور شاہد کی اسناد عطا فرمائیں:

1۔ مکرم امتیاز احمد شاہین صاحب مربی سلسلہ، 2۔ مکرم فرہاد احمد صاحب مربی سلسلہ، 3۔ مکرم منصور احمد کلارک صاحب مربی سلسلہ، 4۔ مکرم مستنصر احمد قمر صاحب مربی سلسلہ، 5۔ مکرم فلاح الدین احمد ملک صاحب مربی سلسلہ، 6۔ مکرم عبدالخبیر رضوان صاحب مربی سلسلہ، 7۔ مکرم رواح الدین عارف خان صاحب مربی سلسلہ، 8۔ مکرم لقمان احمد باجوہ صاحب مربی سلسلہ، 9۔ مکرم کامران احمد مبشر صاحب مربی سلسلہ، 10۔ مکرم عمران احمد خالد صاحب مربی سلسلہ، 11۔ مکرم مستنصر احمد صاحب مربی سلسلہ، 12۔ مکرم مجیب احمد مرزا صاحب مربی سلسلہ، 13۔ مکرم عبدالوہاب طیب صاحب مربی سلسلہ، 14۔ مکرم رضا احمد صاحب مربی سلسلہ، 15۔ مکرم اسامہ عمر جوئیہ صاحب مربی سلسلہ، 16۔ مکرم ہمایوں حنیف اوپل صاحب مربی سلسلہ، 17۔ مکرم ارباب احمد صاحب مربی سلسلہ، 18۔ مکرم سعید احمد رفیق صاحب مربی سلسلہ، 19۔ مکرم شکیل احمد عمر محمود صاحب مربی سلسلہ، 20۔ مکرم عرفان احمد ٹھکر صاحب مربی سلسلہ، 21۔ مکرم فیصل محمود خان صاحب مربی سلسلہ، 22۔ مکرم محمد جاوید رحیم صاحب مربی سلسلہ

(بارک اللہ لھم فی الدنیا والآخرۃ)

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب

تقسیم اسناد اور انعامات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک نہایت پر معارف خطاب ارشاد فرمایا جس میں ان فارغ التحصیل ہونے والے مربیان کرام کو خصوصًا جبکہ دنیا کے کونے کونے میں موجود مبلغین و مربیانِ سلسلہ کو عمومًا نہایت موزوں اور بصیرت افروز نصائح فرمائیں۔ (حضورِ انور کے اس خطاب کا متن اسی شمارہ میں الگ سے شائع کیا جارہا ہے۔)

تصاویر

خطاب کے بعد حضور انور نے دعا کروائی جس کے ساتھ اس تقریب کا باقاعدہ اختتام ہوا۔ دعا کے بعد اس تاریخی موقع پر حضورِ انور ایدہ اللہ نے اپنے خدام مربیانِ سلسلہ و شاہدین سال 2014ء کو اپنے ہمراہ ایک گروپ کی صورت میں تصاویر بنوانے کی سعادت بخشی۔ حضورِ انور نے ازراہِ شفقت ایسے امراء ممالک کو بھی تصاویر میں شامل ہونے کا ارشاد فرمایا جن کے ممالک سے تعلق رکھنے والے طلباء امسال کے شاہدین میں شامل تھے۔

اس موقع پر بنوائی جانے والی دیگر تصاویر میں جامعہ احمدیہ کی تمام کلاسوں درجہ ممہدہ تا درجہ سادسہ، اساتذہ جامعہ احمدیہ، کارکنان جامعہ احمدیہ کی الگ الگ تصاویر کے علاوہ جامعہ احمدیہ کے تمام طلباء کی ایک گروپ فوٹو بھی شامل ہے۔ ان تمام تصاویر میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ یوکے اور محترم پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ بھی شامل ہوئے۔

اس کے علاوہ اس تقریب میں موجود جامعہ احمدیہ کینیڈا سے فارغ التحصیل ہونے والے مربیان کرام کو بھی حضورِ انور ایدہ اللہ نے ازراہِ شفقت اپنے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بخشی۔

باقی صفحہ نمبر12 پر ملاحظہ فرمائیں

شاہدین جامعہ احمدیہ یوکے (UK) 2014ء حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ڈگری وصول کرتے ہوئے

غزوات وسرایا

غزوہ طائف کے بعد کی مہمات

بریگیڈئر (ر) دبیر احمد پیر

تعارف:

غزوہ طائف سے فارغ ہو کر اسلامی لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سربراہی میں واپس مدینہ لوٹ گیا۔ اب پورے عرب میں مسلمان سب سے بڑی طاقت بن گئے تھے اور تمام قبائل ان سے دوستی کرنے کے خواہشمند تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ واپس پہنچتے ہی ہر طرف سے وفود کی آمد شروع ہوگئی۔ ان قبائل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدے کئے اور زیادہ تر نے اسلام بھی قبول کرلیا۔ تبلیغی سرگرمیاں زوروں پر تھیں اور اسلام ہر طرف بڑی سرعت سے پھیل رہا تھا۔ نومسلموں کی تربیت کے لئے بھی ترجیحی بنیادوں پر علماء کے وفود ہر سمت روانہ کئے جارہے تھے۔ ان حالات میں موقع کی مناسبت سے چند جنگی مہمات بھی بھجوائی گئیں۔ ان مہمات کا مقصد تمام قبائل کو یہ باور کرنا تھا کہ اب ان کے لئے مسلمانوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کر کے اپنی جگہ پر قائم رہنا ممکن نہیں ہوگا۔

2۔سریہ عیینہ بن حصن الفزاری
بطرف بنی تمیم (محرم 9ہجری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بشیر بن سفیانؓ کو قبیلہ خزاعہ کی شاخ بنوکعب کی طرف صدقات کی وصولی کے لئے بھجوایا۔ بنوخزاعہ صحراء میں قبیلہ بنی تمیم کی بستی السقیا کے اطراف میں آباد تھے۔ انہوں نے جب صدقات کی ادائیگی کے لئے اپنے جانور وغیرہ جمع کئے تو بنی تمیم والوں نے انہیں کہا کہ یہ لوگ کیوں ناحق تمہارے اموال لے رہے ہیں۔ بنوخزاعہ نے انہیں مداخلت سے روکنے کی کوشش کی لیکن بنی تمیم باز نہ آئے۔ حضرت بشیر بن سفیانؓ نے حالات ناسازگار دیکھے تو واپس مدینہ لوٹ آئے اور تمام صورتحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیینہ بن حصن الفزاری کی قیادت میں 50 گھڑسواروں کا دستہ اس مہم پر روانہ فرمایا۔ عیینہ غطفانی قبیلہ بنوفزارہ کے سردار تھے اور فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے۔ اس دستے میں مہاجر اور انصار میں سے کوئی بھی نہیں تھا۔

عیینہ اپنے دستے کے ساتھ روانہ ہوئے۔ وہ لوگ رات کو چلتے اور دن کے وقت چھپ رہتے۔ بنی تمیم کے علاقے میں پہنچتے ہی انہوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ بنی تمیم کے 11 مرد، 11 عورتیں اور 30 بچے قید ہوئے۔ اس مہم سے فارغ ہو کر اسلامی دستہ بمع قیدیوں کے مدینہ واپس لوٹ آیا۔

کچھ عرصہ کے بعد بنی تمیم کا ایک وفد جس کے ارکان کی تعداد 70 سے 80 بتائی جاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا اور رخصت کے وقت وفد کے اراکین کو تحائف سے بھی نوازا۔ وفد کے تمام ارکان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برتاؤ اور گفتگو سے اس قدر متاثر ہوئے کہ انہوں نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

3۔سریہ حضرت ولید بن عقبہ بن ابی معیطؓ
بطرف بنی مصطلق (محرم 9ہجری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ولید بن عقبہ بن ابی معیطؓ کو قبیلہ بنومصطلق کی جانب صدقات کی وصولی کے لئے بھجوایا۔ ام المومنین حضرت جویریہؓ کا تعلق بھی اسی قبیلے سے تھا۔ حضرت ولیدؓ بنوخزاعہ سے تعلق رکھتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں ان دونوں قبائل کے درمیان عداوت تھی۔ بنومصطلق اب اسلام قبول کر چکے تھے اور ان کی اپنی مسجد بھی تھی۔

جب حضرت ولید بن عقبہؓ وہاں پہنچے تو بنی مصطلق کے 15/20 افراد اونٹوں اور بکریوں کے ساتھ ان کے استقبال کے لئے باہر نکلے۔ حضرت ولید بن عقبہؓ کو پرانی عداوتوں کے خیال کے باعث ان سے خوف محسوس ہوا اور آپؓ نے خیال کیا کہ شاید وہ انہیں قتل کرنے کے لئے باہر نکلے ہیں چنانچہ وہ اس خوف سے راستہ سے ہی مدینہ واپس لوٹ آئے۔ واپس پہنچ کر انہوں نے اپنی اسی سوچ کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رپورٹ پیش کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملے کی چھان بین اور اگر رپورٹ درست ہے تو بنی مصطلق کی سرکوبی کے لئے حضرت خالد بن ولیدؓ کو ایک دستے کے ہمراہ وہاں بھیجا اور ہدایت فرمائی کہ اپنی آمد خفیہ رکھیں اور دیکھیں کہ بنی مصطلق ایمان پر قائم ہیں کہ نہیں۔ اگر ان کے اعمال ایمان والے پائیں تو ان کے اموال کی زکوٰۃ لیں اور اگر ان کو محارب پائیں تو پھر ان سے وہ سلوک کریں جو باغیوں سے کیا جاتا ہے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ خفیہ طور پر وہاں پہنچے۔ آپؓ نے مغرب اور عشاء کی اذانیں سنیں اور وہاں اپنے قیام کے دوران ان میں اطاعت اور خیر کے سوا کچھ نہ دیکھا۔ آپؓ نے ان سے صدقات وصول کئے اور واپس مدینہ آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حقیقت حال پیش کی۔

چند روز کے بعد بنی مصطلق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنا وفد بھجوایا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح صورتحال سے آگاہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرآن سنایا اور حضرت عباد بن بشرؓ کو ان کے ہمراہ بھجوایا تاکہ وہاں سے صدقات اکٹھے کریں، انہیں قرآن پڑھائیں اور اسلامی احکام سے روشناس کریں۔ وہ ان کے پاس دس روز قیام کر کے اپنے فرائض کی ادائیگی کے بعد مدینہ واپس پہنچ گئے۔

4۔سریہ عبداللہ بن عوسجہؓ
بطرف بنی عمرو (صفر 9ہجری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ صفر میں حضرت عبداللہ بن عوسجہؓ کو بنی عمرو بن حارثہ کی طرف دعوت اسلام کے لئے بھجوایا۔ بنی عمرو نے دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اس سے زیادہ اس مہم کے بارے میں تفصیلات میسر نہیں ہیں۔ بہر حال شواہد سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مہم بنیادی طور پر تبلیغ اسلام کے لئے ہی بھجوائی گئی تھی جس کے لئے ماحول سازگار نہ پا کر حضرت عبداللہ بن عوسجہؓ وہاں سے واپس مدینہ لوٹ آئے۔

5۔سریہ قطبہ بن عامرؓ
بطرف خثعم (صفر 9ہجری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ صفر میں حضرت قطبہ بن عامر بن حدیدہؓ کو جو بدری صحابی تھے تربۃ کے نواح میں تبالہ کے مقام پر قبیلہ خثعم کی طرف بھجوایا۔ آپؓ کی کمان میں 20 آدمیوں کا دستہ تھا لیکن سواری کے لئے صرف دس اونٹ تھے جن پر دستہ باری باری سواری کرتا ہوا وہاں پہنچا۔ دستہ جب وہاں پہنچا تو خثعم والوں کے ساتھ ان کی شدید لڑائی ہوئی اور فریقین میں سے بہت سے لوگ زخمی ہوئے۔ آخر کار دشمن کے بہت سے لوگ مارے گئے اور اسلامی دستے کو فتح نصیب ہوئی۔ اس مہم میں کافی تعداد میں مویشی اور غنائم مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ ان میں سے خمس نکال کر ہر ایک مجاہد کے حصے میں چار چار اونٹ آئے۔ اس سریہ کی وجوہات کا ذکر نہیں ملتا لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قبیلے کی کسی کجروی کی بناء پر ان کی گوشمالی مقصود تھی۔

6۔سریہ حضرت ضحاکؓ
بطرف کلاب (ربیع الاول 9ہجری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضحاک بن سفیان الکلابیؓ کو قرطاء کے مقام پر ان کے اپنے قبیلہ بنی کلاب کی طرف بھجوایا (دستے کی تعداد کے بارہ میں معلومات نہیں ہیں)۔ اس مہم کا مقصد اسلام کا پیغام پہنچانا تھا مگر قبیلہ والوں نے انکار کر دیا اور جارحیت پر اتر آئے۔ دونوں کے درمیان لڑائی ہوگئی جس میں اہل قرطاء کو شکست ہوگئی۔ اسلامی دستہ اموال غنیمت کے ساتھ مدینہ واپس لوٹا۔

7۔سریہ حضرت علقمہ بن مجززؓ
بطرف حبشہ (ربیع الاول 9ہجری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی کہ اہل حبشہ میں سے کچھ لوگ جدّہ کے ساحل پر اترے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوری طور پر حضرت علقمہؓ کو 300 افراد کی کمان دے کر ان کی طرف بھجوایا۔ اہل حبشہ کو جب ان کی آمد کی خبر ملی تو وہ اپنی کشتیوں میں سوار ہو کر سمندر میں فرار ہو گئے۔ حضرت علقمہؓ نے ایک جزیرہ تک ان کا پیچھا کیا۔

8۔سریہ حضرت علیؓ
بطرف فلس (ربیع الاول 9ہجری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو 150 سپاہیوں کے ساتھ جن کے پاس سو اونٹ اور پچاس گھوڑے تھے انہدام اصنام کی مہم پر بنوطیّ کے علاقے فلس کی طرف بھجوایا۔ فلس اس بت کا نام ہے جو مدینہ سے شمال مشرقی جانب نجد کے علاقہ میں جبل طیّ اور فید کے پاس تھا۔ یہ علاقہ غسّانی حکمران حارث بن ابی شمر کے تحت تھا۔ طیّ قبیلہ والے اس بُت کے پجاری تھے۔ اس قبیلہ کا موجودہ سردار عدی تھا جو کہ عرب کے مشہور سخی سردار حاتم طائی کا بیٹا تھا۔ جیسے ہی اسے اسلامی لشکر کے آنے کی خبر ملی وہ شام کی طرف فرار ہو گیا۔ اسلامی دستہ وہاں پر رات کے وقت پہنچا۔ صبح ہوتے ہی حضرت علیؓ نے فلس بت پر حملہ کر دیا اور اسے منہدم کر دیا۔ غسّانی حکمران حارث بن ابی شمر نے کسی وقت دو تلواریں اس بت پر چڑھاوے کے طور پر چڑھائی تھیں جو اس بُت کے گلے میں لٹک رہی تھیں۔ ایک تلوار کا نام رسوب تھا اور دوسری کا نام مخزم۔ یہ دونوں تلواریں حضرت علیؓ نے اتار لیں۔ بت کے خزانے سے بھی ایک تلوار ملی جس کا نام الیمانی تھا نیز تین خاص زرہیں ملیں۔ اس کے علاوہ اس قبیلہ کے قیدی اور ریوڑ بھی غنائم میں ملے۔ حضرت علیؓ یہ سب کچھ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں تلواریں حضرت علیؓ کو عنایت فرمائیں اور غنائم تقسیم فرما دیئے۔ رسوب تلوار بعد میں ذوالفقار کے نام سے مشہور ہوئی۔

9۔سریہ حضرت عکاشہ بن محصنؓ
بطرف الجناب (ربیع الآخر 9ہجری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عکاشہؓ کو ربیع الآخر میں قبائل عزرہ اور بلیِ کی جانب بھجوایا جو الجناب کے علاقہ میں آباد تھے۔ اس سریہ کی تفصیلات اور وجوہات کا ذکر مفقود ہے۔

الجناب، ارض حجاز میں بحر احمر کی طرف شام کی جانب جانے والی شاہراہ کے قریب واقع ہے۔ چونکہ اس سریہ کے فوراً بعد ہی غزوۂ تبوک وقوع میں آیا۔ اس لئے احتمال تھا کہ شام کی سرحدوں پر آباد قبائل عزرہ اور بلیِ تبوک کی مہم میں مزاحم ہو سکتے ہیں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی توجہ اس سریہ کے ذریعہ دوسری طرف مبذول کر دی اور خود تبوک کے لئے روانہ ہو گئے۔ واللہ اعلم۔ حضرت عکاشہؓ والی مہم کی غرض وغایت چونکہ مختلف تھی اس لئے وہاں کوئی لڑائی وغیرہ نہیں ہوئی۔

10۔سریہ حضرت خالد بن ولیدؓ
بطرف اکیدر بن مالک از تبوک

اکیدر بن مالک دومۃ الجندل کا بادشاہ تھا۔ اس کا تعلق بنوکندہ سے تھا اور مذہبی طور پر عیسائی تھا۔

دومۃ الجندل شام کی سرحد پر مدینہ سے تقریباً پندرہ سولہ دن کی مسافت پر واقع تھا۔ یہ عرب کے شمالی علاقوں اور شام سے مدینہ اور حجاز کے دیگر علاقوں میں آنے والے قافلوں کے سفری مرکز ہونے کی وجہ سے ایک اہم مقام کی حیثیت رکھتا تھا۔ اکیدر بن مالک قافلوں کو لوٹنے اور انہیں پریشان کرنے کی کارروائیاں بھی کرتا رہتا تھا۔ اس کی وجہ سے عرب کے امن اور قافلوں کے تحفظ کو مستقل خطرہ رہتا تھا۔

ربیع الاول 5 ہجری میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس خطرہ سے نپٹنے کے لئے ایک مہم لے کر گئے تھے لیکن وہاں کے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر ملتے ہی وہاں سے منتشر ہو گئے اور مقابلہ نہ ہو سکا۔ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی دَومہ کا علاقہ اپنی تخریبی کارروائیوں میں پوری طرح سرگرم عمل تھا۔ چنانچہ تبوک کے قیام کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو 420 سواروں کے ساتھ دومۃ الجندل بھجوایا اور فرمایا: ”تم اسے گائیوں کا شکار کرتے ہوئے پاؤ گے“۔ حضرت خالدؓ جب وہاں پہنچے تو رات کا وقت تھا اور پورا چاند نکلنے کے سبب قلعہ صاف دکھائی دے رہا تھا۔ اکیدر قلعہ کی چھت پر اپنی بیوی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس اثناء میں ایک نیل گائے آئی اور اپنا سینگ محل کے دروازے سے رگڑنے لگی۔ یہ دیکھ کر اکیدر نیچے آیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے بھائیوں حسان اور مصاء نیز گھر کے چند اور افراد کے ساتھ گائیوں کے شکار کے لئے نیزے لئے ہوئے باہر نکلا۔ جونہی اکیدر قلعے سے باہر نکلا اسلامی دستے نے اسے گرفتار کر لیا۔ اس کا بھائی مصاء بھی پکڑا گیا جبکہ اس کے دوسرے بھائی نے مدافعت کی اور اس جدوجہد میں قتل ہو گیا۔ ان کے باقی ساتھی قلعے میں واپس چلے گئے۔ اکیدر کی گرفتاری سے کافی تعداد میں مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔ مال غنیمت میں دیباج کی بنی ہوئی سونے کے کام والی ایک قبا بھی تھی۔ حضرت خالدؓ نے وہ قبا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہلے بھجوا دی۔ مال غنیمت میں 2000 اونٹ، 800 دیگر مویشی، 400 زرہیں اور 400 نیزے حاصل ہوئے۔

حضرت خالدؓ نے اکیدر کو جان کی امان دی اور اس سے دومۃ الجندل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ

باقی صفحہ نمبر14 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: رپورٹ کانووکیشن جامعہ احمدیہ یوکے 2014ء

............از صفحہ نمبر 10

ظہرانہ

بعد ازاں حضور انور کی اقتدا میں نمازِ ظہر و عصر باجماعت ادا کی گئیں اور پھر حضور انور اور تمام مہمان ظہرانے کے لئے طعامگاہ تشریف لے گئے۔ ظہرانے کے لئے جامعہ احمدیہ کے جنوبی جانب واقع لان میں مارکی لگائی گئی تھی۔ قریباً ساڑھے چار سو مہمانوں کے لئے جامعہ احمدیہ میں ہی تیار کیا جانے والا لذیذ کھانا اپنی روایات کے مطابق جامعہ احمدیہ کے طلباء نے انتہائی مستعدی کے ساتھ مہمانوں کو پیش کیا۔ ظہرانے کے بعد حضورِ انور کچھ دیر جامعہ احمدیہ میں ہی قیام پذیر رہے اور وہاں موجود اپنے خدام کو شرفِ دیدار اور قربت کا فیض بخشتے رہے۔ کچھ دیر stone house میں تشریف فرما رہنے کے بعد حضورِ انور نے نمازِ مغرب جامعہ احمدیہ میں پڑھائی جس کے بعد قریبًا ساڑھے چار بجے مبلغین اسلام کی تربیت کرنے والے اس تعلیمی ادارے کے اساتذہ و طلباء اور اس تقریب میں دنیا بھر سے شامل ہونے والے متعدد مہمانانِ گرامی کو ڈھیروں ڈھیر برکات سے سرفراز فرمانے کے بعد حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لندن واپسی کے لئے سفر اختیار فرمایا۔

تقریب کے شرکاء

اس تقریب کے شرکاء میں ایڈیشنل وکلاء، انچارج صاحبان ڈیسکس و شعبہ جات، امیر صاحب جماعت یوکے، انگلستان میں خدمات بجالانے والے واقفینِ زندگی و مبلّغینِ کرام، 'شاہدؔ' کا اعزاز پانے والے طلباء کے والدین، نائب امراء جماعتِ احمدیہ یوکے، مجلسِ عاملہ جماعتِ احمدیہ یوکے کے ممبران اور ریجنل امراء یوکے شامل تھے۔ علاوہ ازیں مختلف ممالک سے امرائے کرام اور دیگر معززین بھی اس تقریب میں شمولیت کے لئے تشریف لائے تھے۔

خواتین میں حضرت صاحبزادی امۃ السبوح بیگم مدظلہا حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ یوکے، بیگم صاحبہ امیر صاحب جماعت یوکے، بیگمات اساتذہ جامعہ احمدیہ اور شاہدین میں سے شادی شدہ طلباء کی بیگمات نے تقریب میں شمولیت اختیار کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ سب مبلغین و مربیان کرام کو حضور انور کی نصائح پر عمل پیرا ہونے، حضورِ انور کی توقعات کے عین مطابق بھرپور خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے اور تمام مبلغین کو حضورِ انور کا سلطانِ نصیر بنا دے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

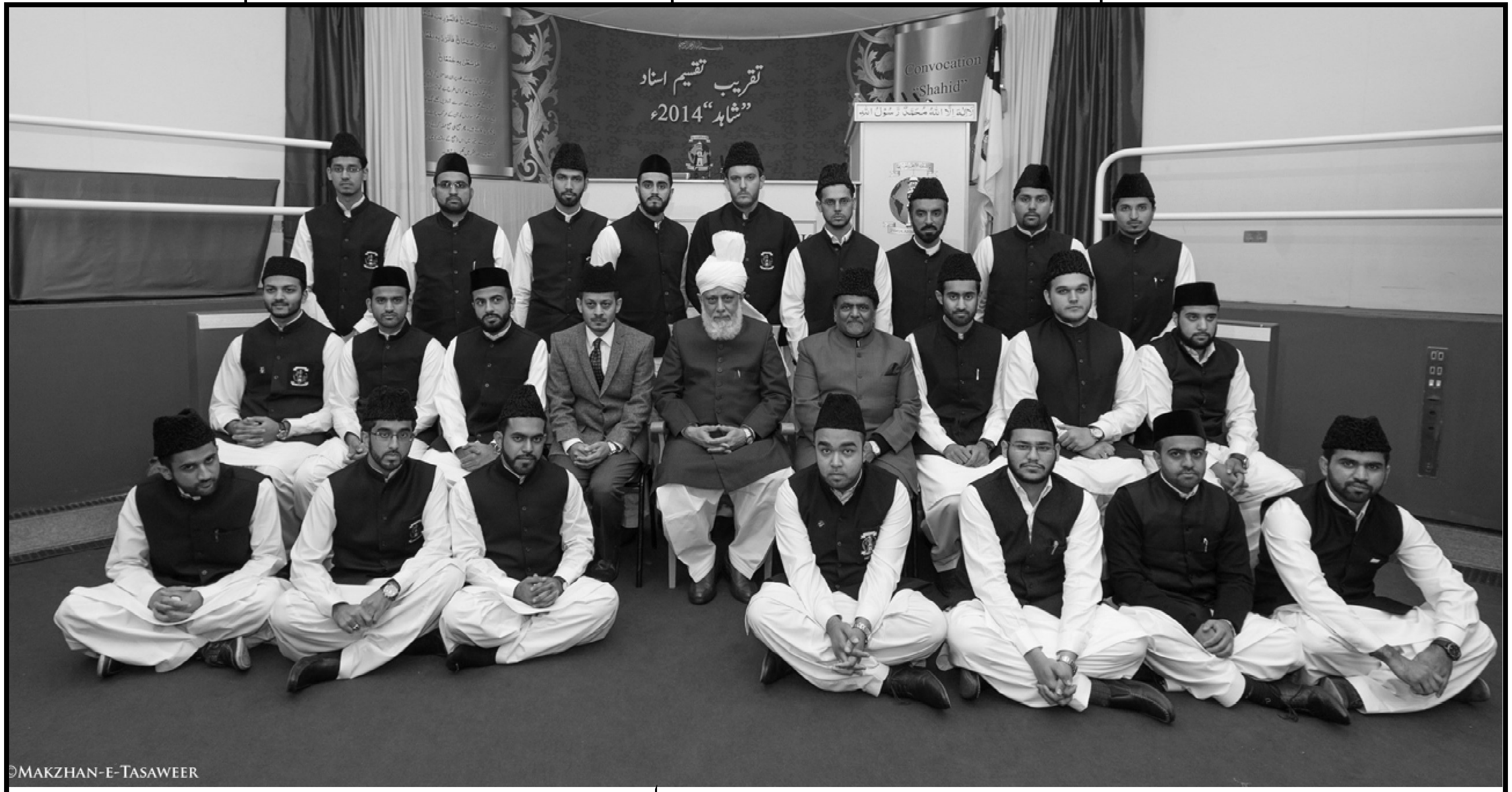

شاہدین جامعہ احمدیہ یو۔کے 2014ء اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ

پرتگال میں 13ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

جماعت احمدیہ پرتگال کو مؤرخہ 24-25 اکتوبر 2014ء بروز جمعہ و ہفتہ اپنا تیرھواں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس جلسہ میں مکرم سید محمد عبداللہ ندیم صاحب مبلغ سلسلہ سپین بطور مرکزی نمائندہ شامل ہوئے۔

پہلا روز

جلسہ کے دونوں دنوں کا آغاز اجتماعی نمازِ تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم دیا گیا۔

نمازِ جمعہ اور عصر کی ادائیگی کے بعد سہ پہر 14:45 پر افتتاحی اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کے پاکیزہ منظوم کلام کے بعد مکرم سید محمد عبد اللہ ندیم صاحب مبلغ سلسلہ جماعت احمدیہ سپین نے افتتاحی تقریر کی جس میں آپ نے جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں بیان کیے۔ آپ نے احباب جماعت کو عبادات اور دعاؤں میں اخلاص اور خدا تعالیٰ سے مضبوط تعلق پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر پرتگیزی زبان میں ''رزق حلال اور مالی قربانی'' کے عنوان پر تھی جو مکرم فضل احمد مجوکہ صاحب صدر و مبلغ سلسلہ جماعت احمدیہ پرتگال نے کی۔ ایک اُردو نظم کے بعد اس اجلاس کی آخری تقریر ''برکات خلافت'' کے موضوع پر مکرم محمد بشیر احمد صاحب سیکرٹری جائیداد جماعت احمدیہ پرتگال نے کی۔

دوسرا روز

دوسرے روز زیر صدارت صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ پرتگال جلسہ گاہ مستورات میں ان کا الگ سیشن منعقد ہوا جس میں تین تقاریر پرتگیزی زبان میں ہوئیں۔

اختتامی اجلاس میں تلاوت اور نظم کے بعد مہمانوں اور نومبائعین نے جلسہ کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پھر ''اسلام اور ہمسایوں کے حقوق'' کے موضوع پر ایک افریقن احمدی مکرم ابراہیم جاؤ صاحب نے تقریر کی۔

مکرم سید محمد عبداللہ ندیم صاحب نے اختتامی تقریر میں خلافت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے بتایا کہ خلافت حبل اللہ ہے اور ہمیں اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھنا ہے۔ ہماری روحانی زندگی، اسلام اور احمدیت کی ترقیات خلافت کے ساتھ وابستگی میں ہی مضمر ہیں۔ اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کی کل حاضری 83 تھی جس میں 20 نومبائعین اور زیر تبلیغ افریقن دوست شامل ہوئے۔ جلسہ کی مکمل کارروائی کا پرتگیزی زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ جلسہ کی خبر Odivelas کے ہفت روزہ اخبار Odivelas Notícias نے 30/اکتوبر 2014ء کے شمارہ میں تصاویر کے ساتھ شائع کی۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کا انعقاد ہر پہلو سے بابرکت فرمائے۔ آمین

==============

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
15 London Rd, Morden SM4 5HT
0044 20 3609 4712

بقیہ: خطاب حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی 2014ء

............از صفحہ نمبر 20

بتلائی جاتی ہیں۔ اور وہ اسرار جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ قبل از وقت ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور دوسرا یہ نشان ہے کہ اگر کوئی ان باتوں میں مقابلہ کرنا چاہے مثلاً کسی دعا کا قبول ہونا اور پھر پیش از وقت اس قبولیت کا علم دیئے جانا یا اور غیبی واقعات معلوم ہونا جو انسان کی حدِ علم سے باہر ہیں تو اس مقابلہ میں وہ مغلوب رہے گا‘‘

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 30-29)

اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کوئی آپ کے مقابلہ پر نہیں آیا۔ اور جو آئے وہ مغلوب ہوئے، ذلیل ہوئے، خوار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو عبرت کا نشان بنایا۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ سے کس طرح تعلق جوڑا جا سکتا ہے، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’سچا خدا وہی خدا ہے جس کی غیر متبدّل صفات قدیم سے آئینہ عالم میں نظر آ رہی ہیں اور جس کو ان باتوں کی حاجت نہیں کہ کوئی اس کا بیٹا ہو اور خودکشی کرے تب لوگوں کو اس سے نجات ملے۔ بلکہ نجات کا سچا طریق قدیم سے ایک ہی ہے جو حدوث اور بناوٹ سے پاک ہے (یعنی نئی نئی باتوں اور بناوٹ وغیرہ سے پاک ہے) جس پر چلنے والے حقیقی نجات کو اور اس کے ثمرات کو اسی دنیا میں پا لیتے ہیں۔ اور اُس کے سچے نمونے اپنے اندر دیکھتے ہیں۔ یعنی وہ سچا طریق یہی ہے کہ الٰہی منادی کو قبول کر کے اس کے نقش قدم پر ایسا چلیں کہ اپنی نفسانی ہستی سے مر جائیں اور اسی طرح اپنے لئے آپ فدیہ دیں اور یہی طریق ہے جو خدا تعالیٰ نے ابتدا سے حق کے طالبوں کی فطرت میں رکھا ہے۔ (یعنی اپنی نفسانی ہستی کو بالکل ختم کریں اور خدا تعالیٰ کے احکام کے آگے اپنا سب کچھ ڈال دیں۔ اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیں۔ یہی طریق ہے جو خدا تعالیٰ نے ابتدا سے حق کے طالبوں کی فطرت میں رکھا ہے) اور قدیم سے اور جب سے کہ انسان بنایا گیا ہے اور اس روحانی قربانی کا سامان اس کو عطا کر دیا گیا ہے اور اس کی فطرت اس سامان کو اپنے ساتھ لائی ہے اور اسی پر متنبہ کرنے کے لئے ظاہری قربانیاں بھی رکھی گئیں‘‘۔ فرماتے ہیں ’’مَیں نے کبھی کسی چیز پر ایسا تعجب نہیں کیا جیسا کہ ان لوگوں کی حالت پر تعجب کرتا ہوں کہ جو کامل اور زندہ اور حیّ قیّوم خدا کو چھوڑ کر ایسے بیہودہ خیالات کے پیرو ہیں اور اُن پر ناز کرتے ہیں‘‘۔

(نور القرآن نمبر 1۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 365-366 حاشیہ)

پھر یہ بیان فرماتے ہوئے کہ انسان کو خدا تعالیٰ کی حقیقی پہچان اور اس سے سچا تعلق کس طرح ہو سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’ایسا ہی قرآن شریف میں وارد ہے کہ خدا کی ذات ہر یک عیب سے پاک ہے اور ہر ایک نقصان سے مبرّا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ انسان بھی اس کی تعلیم کی پیروی کر کے عیبوں سے پاک ہو۔ اور وہ فرماتا ہے مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى۔ (بنی اسرائیل: 73) یعنی جو شخص اِس دنیا میں اندھا رہے گا اور اُس ذات کا اس کو دیدار نہیں ہوگا وہ مرنے کے بعد بھی اندھا ہی ہوگا اور تاریکی اس سے جدا نہیں ہوگی۔ کیونکہ خدا کے دیکھنے کے لئے اِسی دنیا میں حواس ملتے ہیں اور جو شخص ان حواس کو دنیا سے ساتھ نہیں لے جائے گا وہ آخرت میں بھی خدا کو دیکھ نہیں سکے گا۔ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے صاف سمجھا دیا ہے کہ وہ انسان سے کس ترقی کا طالب ہے اور انسان اس کی تعلیم کی پیروی سے کہاں تک پہنچ سکتا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ قرآن شریف میں اس تعلیم کو پیش کرتا ہے جس کے ذریعہ سے اور جس پر عمل کرنے سے اِسی دنیا میں دیدارِ الٰہی میسر آ سکتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا۔ (الکہف: 111) یعنی جو شخص چاہتا ہے کہ اسی دنیا میں اُس خدا کا دیدار نصیب ہو جائے جو حقیقی خدا اور پیدا کنندہ ہے پس چاہئے کہ وہ ایسے نیک عمل کرے جن میں کسی قسم کا فساد نہ ہو۔ یعنی عمل اس کے نہ لوگوں کے دکھلانے کے لئے ہوں، نہ ان کی وجہ سے دل میں تکبر پیدا ہو کہ مَیں ایسا ہوں اور ایسا ہوں۔ اور نہ وہ عمل ناقص اور ناتمام ہوں اور نہ اُن میں کوئی ایسی بدبو ہو جو محبت ذاتی کے برخلاف ہو۔ بلکہ چاہئے کہ صدق اور وفاداری سے بھرے ہوئے ہوں۔ اور ساتھ اس کے یہ بھی چاہئے کہ ہر ایک قسم کے شرک سے پرہیز ہو۔ نہ سورج، نہ چاند، نہ آسمان کے ستارے، نہ ہوا، نہ آگ، نہ پانی، نہ کوئی اور زمین کی چیز معبود ٹھہرائی جائے۔ اور نہ دنیا کے اسباب کو ایسی عزت دی جائے اور ایسا اُن پر بھروسہ کیا جائے کہ گویا وہ خدا کے شریک ہیں۔ اور نہ اپنی ہمت اور کوشش کو کچھ چیز سمجھا جائے کہ یہ بھی شرک کے قسموں میں سے ایک قسم ہے۔ بلکہ سب کچھ کر کے یہ سمجھا جائے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ اور نہ اپنے علم پر کوئی غرور کیا جائے اور نہ اپنے عمل پر کوئی ناز۔ بلکہ اپنے تئیں فی الحقیقت جاہل سمجھیں اور کاہل سمجھیں اور خدا تعالیٰ کے آستانہ پر ہر ایک وقت روح گری رہے اور دعاؤں کے ساتھ اس کے فیض کو اپنی طرف کھینچا جائے۔ اور اس شخص کی طرح ہو جائیں کہ جو سخت پیاسا اور بے دست و پا بھی ہے اور اس کے سامنے ایک چشمہ نمودار ہؤا ہے نہایت صافی اور شیریں۔ پس اس نے افتاں و خیزاں بہرحال اپنے تئیں اس چشمہ تک پہنچا دیا (مشکلوں سے اس چشمہ کے میٹھے پانی کو پینے کے لئے اپنے آپ کو چشمے تک پہنچا دیا۔) اور اپنی لبوں کو اس چشمہ پر رکھ دیا اور علیحدہ نہ ہوا جب تک سیراب نہ ہوا۔‘‘

(لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد 20، صفحہ 154-153)

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی حقیقت معلوم کرنی ہے تو پھر ہمیں کیسا ہونا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’اے سننے والو سنو! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے؟ بس یہی کہ تم اُسی کے ہو جاؤ۔ اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو۔ نہ آسمان میں، نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اَب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ بلکہ وہ سنتا اور بولتا بھی ہے۔ اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطّل نہیں اور نہ کبھی ہوگی۔ وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں۔ وہ وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جس کا کوئی ہمتا نہیں۔ جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود دُور ہونے کے۔ اور دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے۔ وہ تمثّل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کر سکتا ہے (مثال کے طور پر سامنے آ جاتا ہے) مگر اس کے لئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے۔ اور وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقّہ کا (سب تعریفیں اسی کی ہیں) اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا (اسی سے تمام خوبیاں پھوٹتی ہیں)۔ اور جامع ہے تمام طاقتوں کا۔ اور مبدأ ہے تمام فیضوں کا (ہر فیض اسی کی طرف سے آتا ہے)۔ اور مرجع ہے ہر ایک شئے کا (اسی کی طرف لوٹنا ہے)۔ اور مالک ہے ہر ایک ملک کا۔ اور متّصف ہے ہر ایک کمال کا۔ اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے۔ اور مخصوص ہے اِس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں۔ اور اس کے آگے کوئی بات بھی اَنہونی نہیں۔ اور تمام روح اور ان کی طاقتیں اور تمام ذرّات اور ان کی طاقتیں اُسی کی پیدائش ہیں۔ اس کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہیں ہوتی۔ وہ اپنی طاقتوں اور اپنی قدرتوں اور اپنے نشانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے اور اُس کو اُسی کے ذریعہ سے ہم پا سکتے ہیں۔ اور وہ راستبازوں پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہتا ہے اور اپنی قدرتیں اُن کو دکھلاتا ہے۔ اِسی سے وہ شناخت کیا جاتا اور اسی سے اس کی پسندیدہ راہ شناخت کی جاتی ہے۔ وہ دیکھتا ہے بغیر جسمانی آنکھوں کے اور سنتا ہے بغیر جسمانی کانوں کے۔ اور بولتا ہے بغیر جسمانی زبان کے۔ اسی طرح نیستی سے ہستی کرنا اس کا کام ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ خواب کے نظارے میں بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے اور ہر ایک فانی اور معدوم کو موجود دکھلا دیتا ہے‘‘۔

[یہاں پھر آواز کا مسئلہ پیدا ہوا تو حضور انور نے فرمایا: بیک اَپ جنریٹر نہیں ہے؟ یہ سسٹم کی بجلی بند ہو گئی تھی حالانکہ ان کو بیک اَپ جنریٹر رکھنا چاہئے تھا یا کوئی سسٹم رکھنا چاہئے تھا]

’’پس اسی طرح اس کی تمام قدرتیں ہیں۔ نادان ہے وہ جو اس کی قدرتوں سے انکار کرے۔ اندھا ہے وہ جو اس کی عمیق طاقتوں سے بے خبر ہے۔ وہ سب کچھ کرتا ہے اور کر سکتا ہے بغیر ان امور کے جو اس کی شان کے مخالف ہیں یا اس کے مواعید کے برخلاف ہیں۔ اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور قدرتوں میں۔ اور اس تک پہنچنے کے لئے تمام دروازے بند ہیں مگر ایک دروازہ جو فرقان مجید نے کھولا ہے۔‘‘

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309 تا 311)

پس اس کے علم حاصل کرنے کا قرآن کریم کے علاوہ اور کوئی دروازہ نہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’لوگ خدا کی قدر نہیں کرتے۔ جیسے بھروسہ ان کو حرام کے دروازہ پر ہے ویسا خدا پر نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ پر ایمان یہ ایک نسخہ ہے کہ اگر قدر ہو تو جی چاہے کہ جیسے اَور عجیب نسخے مخفی رکھنا چاہتے ہیں (اگر اس کی قدر ہو تو یہ دل چاہے، جی چاہے کہ جیسے اَور عجیب نسخے مخفی رکھنا چاہتے ہیں، بعض کنجوس طبع آدمی واقعی مخفی رکھتے ہیں۔) ویسے ہی اسے بھی مخفی رکھا جاوے۔ مَیں نے کئی دفعہ بیماریوں میں آزمایا ہے کہ پیشاب بار بار آ رہا ہے، دست بھی لگے ہیں۔ آخر خدا سے دعا کی۔ صبح کو الہام ہوا۔ دُعَآءُ كَ مُسْتَجَابٌ۔ اس کے بعد ہی وہ کثرت جاتی رہی اور کمزوری کی جگہ طاقت آ گئی۔ یہ خدا کی طاقت ہے۔ خدا ایسا عجیب ہے کہ ان نسخوں سے بھی زیادہ قابل قدر ہے جو کیمیا وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ مجھے بھی ایک دفعہ خیال آیا کہ یہ تو چھپانے کے قابل ہے۔ پھر سوچا کہ یہ تو بخل ہے۔ ایسی مفید شئے کا دنیا پر اظہار کرنا چاہئے کہ مخلوق الٰہی کو فائدہ حاصل ہو۔ یہی فرق اسلام اور دوسرے مذاہب کے خدا میں ہے۔ ان کا خدا بولتا نہیں۔ خدا معلوم یہ بھی کیسا ایمان ہے۔ اسلام کا خدا جیسا پہلے تھا ویسے ہی اب ہے۔ نہ طاقت کم ہوئی، نہ بوڑھا ہوا، نہ کچھ اور نقص اس میں واقع ہوا۔ ایسے خدا پر جس کا ایمان ہو وہ اگر آگ میں بھی پڑا ہو تو اسے حوصلہ ہوتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو آخر آگ میں ڈالا ہی تھا۔ ایسے ہی ہم بھی آگ میں ڈالے گئے۔ خون کا مقدمہ بنایا گیا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر قتل کا مقدمہ بنایا گیا۔ فرمایا کہ) اگر اس میں پانچ یا دس سال کی قید ہو جاتی۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پانچ یا دس سال کی قید ہو جاتی) تو سب سلسلہ تباہ ہو جاتا۔ سب قوموں نے متفق ہو کر یہ آگ سلگائی تھی۔ کیا کم آگ تھی؟ اس وقت سوائے خدا کے اور کون تھا؟ اور وہی الہام ہوئے جو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہوئے تھے۔ آخر میں الہام ہوا۔ اِبْـرَاءٌ۔ اور تسلّی دی کہ سب کچھ میرے ہاتھ میں ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 221-220۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ لندن)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام معرفت الٰہی کے بارے میں کہ کس طرح حاصل ہوتی ہے، فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ نے ایمان بالغیب کا حکم فرما کر مومنوں کو یقینی معرفت سے محروم رکھنا نہیں چاہا بلکہ یقینی معرفت کے حاصل کرنے کے لئے ایمان ایک زینہ ہے جس زینہ پر چڑھنے کے بغیر سچی معرفت کو طلب کرنا ایک سخت غلطی ہے۔ لیکن اس زینہ پر چڑھنے والے معارف صافیہ اور مشاہدات شافیہ کا ضرور چہرہ دیکھ لیتے ہیں۔ جب ایک ایماندار بحیثیت ایک صادق مومن کے احکام اور اخبار الٰہی کو محض اس جہت سے قبول کر لیتا ہے کہ وہ اخبار اور احکام (یعنی خبریں اور وہ حکم) ایک مخبر صادق کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ نے اس کو عطا فرمائے ہیں تو عرفان کا انعام پانے کے لئے مستحق ٹھہر جاتا ہے۔ (پھر عرفان بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ فرمایا) اسی لئے خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے یہی قانون ٹھہرا رکھا ہے کہ پہلے وہ امور غیبیہ پر ایمان لا کر فرمانبرداروں میں داخل ہوں اور پھر عرفان کا مرتبہ عطا کر کے سب عقدے ان کے کھولے جائیں۔ لیکن افسوس کہ جلد باز انسان اِن راہوں کو اختیار نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ کا قرآن کریم میں یہ وعدہ ہے کہ جو شخص ایمانی طور پر نبی کریمؐ کی دعوت کو مان لیوے تو وہ اگر مجاہدات کے ذریعہ سے ان کی حقیقت دریافت کرنا چاہے وہ اس پر بذریعہ کشف اور الہام کے کھولے جائیں گے اور اس کے ایمان کو عرفان کے درجہ تک پہنچایا جائے گا۔ اور اِس وعدہ کا صدق ہمیشہ راستبازوں پر جو مجاہدات سے خدا تعالیٰ کو ڈھونڈتے ہیں ظاہر ہوتا ہے۔ (جو سچائی سے اللہ تعالیٰ کو ڈھونڈتے ہیں ان پر سچائی ظاہر ہو جاتی ہے) غرض جو بات مومنوں کی معمولی سمجھ سے برتر ہے اس کے دریافت کرنے کی یہ راہ نہیں ہے کہ وہ فرقہ ضالّہ فلاسفروں کے دستِ نگر ہوں اور گم گشتہ سے راہ پوچھیں (جو پہلے ہی گما ہوا ہے اس سے راہ پوچھیں) بلکہ ان کے لئے صدق اور صبر سے عرفان کا مرتبہ عطا کیا جاتا ہے جس مرتبہ پر پہنچ کر تمام عُقدے ان کے حل ہو جاتے ہیں‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 252 تا 254 حاشیہ)

پھر اس بات میں کہ اصل معرفت الٰہی اسلام میں رہ کر حاصل ہوتی ہے لیکن نام کا رہنا نہیں کہ مسلمان ہو گئے بلکہ قرآن کریم کے حکموں پر عمل سے۔ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اسلام اور دوسرے مذاہب میں جو امتیاز ہے وہ یہی ہے کہ اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آ جاتی ہے۔ (ہر ایک مسلمان کو نہیں عطا کرتا۔ بلکہ صرف وہ جو کوشش کرے۔ اور فرمایا:)

اور پھر اسے ایک نئی زندگی عطا کی جاتی ہے جو بہشتی زندگی ہوتی ہے''۔ فرمایا: ''مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر قرآن کریم سے اعراض صُوری یا معنوی نہ ہو (ظاہری اور معنوی کسی قسم کا بھی اِعراض نہ ہو۔ اس کے ہر حکم کو سمجھ کر غور کر کے ظاہری طور پر بھی اور معنوی طور پر بھی سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ فرمایا اگر اس سے اعراض نہ ہو) تو اللہ تعالیٰ اس میں اور اس کے غیروں میں فرقان رکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اس کی قدرتوں کے عجائبات وہ مشاہدہ کرتا ہے۔ اس کی معرفت بڑھتی ہے۔ اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اس کو وہ حواس اور قویٰ دیئے جاتے ہیں کہ وہ ان چیزوں اور اسرار قدرت کو مشاہدہ کرتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھتے۔ وہ ان باتوں کو سنتا ہے کہ اوروں کو اس کی خبر نہیں۔ اسی لئے فرمایا مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى۔ (بنی اسرائیل:73) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُس جہان کے لئے انسان اِسی عالم سے حواس لے جاتا ہے۔ اسی جگہ سے وہ بصارت لے جاتا ہے جو وہاں کی اشیاء اور عجائبات کو دیکھے۔ اور یہاں ہی سے وہ شنوائی لے جاتا ہے جو سنے۔ گویا جو اس جہان میں وہاں کی باتیں دیکھتا اور سنتا نہیں وہ وہاں بھی نہیں دیکھ سکے گا''۔ (ملفوظات جلد 7 صفحہ 443۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ لندن)

پھر آپ فرماتے ہیں:

''قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا۔ مٹی کے برابر ہو گیا وہ شخص جس نے نفس کو آلودہ کر لیا۔ یعنی جو زمین کی طرف جھک گیا۔ (یا دنیا کی طرف جھک گیا۔) گویا یہ ایک ہی فقرہ قرآن کریم کی ساری تعلیمات کا خلاصہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کس طرح خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ یہ بالکل سچّی اور پکّی بات ہے کہ جب تک انسان قویٰ بشریہ کے برے طریق کو نہیں چھوڑتا (جو بھی انسان کے قویٰ ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو استطاعت اور استعدادیں دی ہوئی ہیں۔ جو انسان کے اعضاء ہیں وہ دیئے ہوئے ہیں اور دوسری طاقتیں ہیں جب تک ان کے برے طریق کو نہیں چھوڑتا) اس وقت تک خدا نہیں ملتا۔ (پس پہلے ان برے طریق کو چھوڑنا پڑے گا پھر خدا ملے گا) دنیا کی گندگیوں سے نکلنا چاہتے ہو اور خدا تعالیٰ کو ملنا چاہتے ہو تو ان لذّات کو ترک کرو۔ ورنہ ؎

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دُوں
ایں خیال است و محال است و جنوں''

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 358۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ لندن)

کہ تُو اگر خدا تعالیٰ کو چاہتا ہے اور اس گھٹیا دنیا کو بھی تو یہ صرف خیال ہی ہے اور ناممکن ہے اور دیوانہ پن ہے۔

پھر محبت الٰہی کی حکمت و اہمیت بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''قرآن کی تعلیم کا اصل مقصد یہی ہے کہ خدا جیسا کہ واحد لاشریک ہے ایسا ہی اپنی محبت کے رُو سے اس کو واحد لاشریک ٹھہراؤ۔ (جس طرح وہ واحد لاشریک ہے ایسی ہی اس سے محبت بھی تمہیں ہو کہ اس جیسی کسی اور سے محبت نہ ہو۔ اس کو واحد اور لاشریک ٹھہراؤ) جیسا کہ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه جو ہر وقت مسلمانوں کو وِردِ زبان رہتا ہے اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ اِلٰہ۔ وِلَاہٌ سے مشتق ہے۔ اور اس کے معنے ہیں ایسا محبوب اور معشوق جس کی پرستش کی جائے۔ یہ کلمہ نہ توریت نے سکھلایا اور نہ انجیل نے۔ صرف قرآن نے سکھلایا۔ اور یہ کلمہ اسلام سے ایسا تعلق رکھتا ہے کہ گویا اسلام کا تمغہ ہے۔ یہی کلمہ پانچ وقت مساجد کے مناروں میں بلند آواز سے کہا جاتا ہے۔...... یہ اسلام ہی کا خاصہ ہے کہ صبح ہوتے ہی اسلامی مؤذن بلند آواز سے کہتا ہے کہ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰه یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی ہمارا پیارا اور محبوب اور معبود بجز اللہ کے نہیں۔ پھر دوپہر کے بعد یہی آواز اسلامی مساجد سے آتی ہے۔ پھر عصر کو بھی یہی آواز، پھر مغرب کو بھی یہی آواز، اور پھر عشا کو بھی یہی آواز گونجتی ہوئی آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہے۔ کیا دنیا میں کسی اور مذہب میں بھی یہ نظارہ دکھائی دیتا ہے؟ فرماتے ہیں: ''پھر بعد اس کے لفظ اسلام کا مفہوم بھی محبت پر ہی دلالت کرتا ہے۔ (پھر اس کے بعد جو لفظ اسلام ہے اس کا مفہوم بھی محبت پر دلالت کرتا ہے) کیونکہ خدا تعالیٰ کے آگے اپنا سر رکھ دینا اور صدق دل سے قربان ہونے کے لئے تیار ہو جانا جو اسلام کا مفہوم ہے یہ وہ عملی حالت ہے جو محبت کے سرچشمہ سے نکلتی ہے۔ اسلام کے لفظ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن نے صرف قولی طور پر محبت کو محدود نہیں رکھا (صرف باتوں سے، منہ سے کہنے سے محبت کو محدود نہیں کر دیا) بلکہ عملی طور پر بھی محبت اور جانفشانی کا طریق سکھایا ہے۔ دنیا میں اور کونسا دین ہے جس کے بانی نے اس کا نام اسلام رکھا ہے؟ اسلام نہایت پیارا لفظ ہے اور صدق اور اخلاص اور محبت کے معنی کُوٹ کُوٹ کر اس میں بھرے ہوئے ہیں۔ پس مبارک وہ مذہب جس کا نام اسلام ہے۔ ایسا ہی خدا کی محبت کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرۃ:166)۔ یعنی ایماندار وہ ہیں جو سب سے زیادہ خدا سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا (البقرۃ:201)۔ یعنی خدا کو ایسا یاد کرو جیسا کہ تم اپنے باپوں کو یاد کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ اور سخت درجہ کی محبت کے ساتھ یاد کرو۔ اور پھر ایک جگہ فرماتا ہے۔ قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الانعام:163)۔ یعنی ان کو جو تیری پیروی کرنا چاہتے ہیں یہ کہہ دے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا زندہ رہنا سب اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ یعنی جو میری پیروی کرنا چاہتا ہے وہ بھی اس قربانی کو ادا کرے۔ (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا چاہتا ہے وہ اسی طرح قربانی کرے، اسی طرح عمل کرنے کی کوشش کرے، اُسی اُسوہ پر چلے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لئے قائم فرمایا ہے۔) اور پھر ایک جگہ فرمایا کہ اگر تم اپنی جانوں اور اپنے دوستوں اور اپنے باغوں اور اپنی تجارتوں کو خدا اور اس کے رسول سے زیادہ پیاری چیزیں جانتے ہو تو الگ ہو جاؤ۔ (اگر یہ سب دنیاوی دوستیاں، تجارتیں، کام، خدا اور اس کے رسول سے زیادہ پیاری ہیں تو پھر الگ ہو جاؤ، پھر مسلمان نہ کہلاؤ۔) جب تک خدا تعالیٰ فیصلہ کرے۔ اور ایسا ہی ایک جگہ فرمایا۔ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا۔ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا (الدھر:9-10)۔ یعنی مومن وہ ہیں جو خدا کی محبت سے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا کھلاتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ ہم محض خدا کی محبت اور اس کے منہ کے لئے تمہیں دیتے ہیں۔ (کوئی ذاتی مقصد نہیں۔ خدا کی محبت اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہم خدمت خلق کے یہ کام کرتے ہیں) ہم تم سے کوئی بدلہ نہیں چاہتے اور نہ شکر گذاری چاہتے ہیں۔ غرض قرآن شریف ایسی آیتوں سے بھرا پڑا ہے جہاں لکھا ہے کہ اپنے قول اور فعل کے رُو سے خدا کی محبت دکھلاؤ اور سب سے زیادہ خدا سے محبت کرو۔

لیکن اس سوال کی یہ دوسری جزو کہ قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ خدا بھی انسانوں سے محبت کرتا ہے؟ (یہ بھی قرآن شریف میں کہیں لکھا ہے کہ خدا بھی انسانوں سے محبت کرتا ہے؟) پس واضح ہو کہ قرآن شریف میں یہ آیات بکثرت موجود ہیں کہ خدا توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ اور خدا نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور خدا صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ ہاں قرآن شریف میں یہ کہیں نہیں کہ جو شخص کفر اور بدکاری اور ظلم سے محبت کرتا ہے خدا اس سے بھی محبت کرتا ہے۔ (یہ نہیں ہوسکتا) بلکہ اِس جگہ اُس نے اِحْسَان کا لفظ استعمال کیا ہے۔ (یعنی جو کفر اور بدکاری اور ظلم کرتے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا۔ اس کی جگہ احسان کا لفظ اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا ہے) جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (الانبیاء: 108)۔ یعنی تمام دنیا پر رحم کر کے ہم نے تجھے بھیجا ہے۔ (اب کفر کرنے والے بھی بہت سارے ہیں۔ بیہودگیاں کرنے والے بھی بہت سارے ہیں۔ اسلام سے بغض رکھنے والے بھی بہت سارے ہیں۔ لیکن سب کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے۔) آپؑ فرماتے ہیں کہ ''اور عالمین میں کافر اور بے ایمان اور فاسق اور فاجر بھی داخل ہیں اور ان کے لئے رحم کا دروازہ اس طرح پر کھولا کہ وہ قرآن شریف کی ہدایتوں پر چل کر نجات پا سکتے ہیں۔'' (یہ سارے لوگ اگر نجات چاہتے ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا ہے کہ اگر وہ قرآن کریم کی ہدایتوں پر چلیں، ایمان لے آئیں تو نجات پا جائیں گے۔ فرمایا کہ) مَیں اس بات کا بھی اقرار کرتا ہوں کہ قرآن شریف میں خدا کی محبت انسانوں سے اس قسم کی بیان نہیں کی گئی کہ اس نے کوئی اپنا بیٹا بدکاروں کے گناہوں کے بدلہ میں سولی دلوا دیا اور ان کی لعنت اپنے پیارے بیٹے پر ڈال دی۔ خدا کے بیٹے پر لعنت نعوذ باللہ خود خدا پر لعنت ہے۔ کیونکہ باپ اور بیٹا دو نہیں ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ لعنت اور خدائی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں۔ پھر یہ بھی سوچو کہ خدا نے دنیا کے بدکاروں سے یہ کیسی محبت کی کہ نیک کو مارا اور بُرے سے پیار کیا۔ (یہ جو دوسروں کا نظریہ ہے) یہ ایسا خُلق ہے جس کی کوئی راستباز پیروی نہیں کر سکتا''۔ (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 367 تا 369)

(باقی آئندہ)

بقیہ: **غزوہ طائف کے بعد کی مہمات**

....از صفحہ نمبر 11

کرنے کا عہد لیا۔ جب اکیدر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تبوک میں پیش کیا گیا تو وہ ریشم کا لباس زیب تن کئے ہوئے تھا اور سینے پر صلیب لٹکائی ہوئی تھی۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اور اس کے بھائی کو آزاد کر دیا اور اس کے ساتھ صلح کی شرائط پر معاہدہ کیا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد اس نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ دومۃ الجندل اور اس کی نواحی بستیوں میں بتوں کو مسمار کر کے پورے علاقے کو شرک سے پاک کیا۔

11۔ سریہ حضرت ابوسفیانؓ و حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بطرف لات (رجب 9 ہجری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوسفیانؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو اس زمانے کے مشہور بُت لات کو منہدم کرنے کے لئے طائف بھجوایا۔ انہوں نے وہاں پہنچتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق اس بت کو منہدم کیا۔ گو کہ اکثر طائف والے مسلمان ہو چکے تھے لیکن ابھی تک ان میں سے بعض کے دلوں میں لات کی عظمت کی کچھ رمق باقی تھی۔ خصوصاً عورتوں کے لئے اس کا انہدام جذباتی لحاظ سے تکلیف دہ تھا۔ چنانچہ جب حضرت مغیرہؓ نے بت پر ضرب لگائی تو عورتیں احتجاج کرتی ہوئی اپنے گھروں سے ننگے سر باہر نکل آئیں۔ حضرت مغیرہؓ اور آپ کے ساتھیوں نے پہلے بت کو پاش پاش کیا اور پھر اس بتکدہ کی دیواروں کو مسمار کرنا شروع کیا۔ بالآخر انہوں نے بتکدہ لات کی بنیادیں تک اکھاڑ دیں۔ اس کے بعد قبیلہ بنوثقیف نے اور باقی اہل طائف نے جلد اسلام قبول کر لیا اور حجۃ الوداع تک ان میں سے کوئی شخص ایسا باقی نہ تھا کہ جو مسلمان نہ ہو چکا ہو۔

اختتام:

غزوۂ طائف سے وصال نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک کے عرصہ میں ایک غزوہ اور دس سرایا ہوئے۔ یہ عرصہ مسلمانوں کی حکومت کے استحکام کا عرصہ تھا۔ اس دوران جو مہمات بھیجی گئیں وہ زیادہ تر عرب کے مشہور بتوں کو منہدم کرنے کے لئے تھیں۔ اسلام میں داخل ہونے کے باوجود بہت سارے لوگوں کے دلوں میں ابھی بھی ان بتوں کی عزت اور احترام تھا اور ضروری تھا کہ اب شرک کی ان نشانیوں کو مستقل طور پر ختم کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ کچھ مہمات صرف دعوت اسلام کے لئے بھجوائی گئیں اور ان مہمات میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔

بقیہ: **نماز جنازہ حاضر و غائب** ......از صفحہ نمبر 15

میں محصّل کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم کا جماعت کے ساتھ اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا۔

(9) عزیزم تکریم احمد (واقف نو۔ ابن مکرم ندیم احمد صاحب۔ ربوہ) اور

(10) عزیزم ثاقب شبیر (ابن مکرم شبیر احمد صاحب۔ ربوہ): 8 ستمبر 2014ء کو یہ دونوں بچے ربوہ میں دریائے چناب کے سیلابی پانی میں ڈوب کر وفات پا گئے۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ سکول سے واپسی پر دارالنصرت کے ایک گھر میں اپنے سکول بیگ رکھ کر گھر سے باہر نکلے اور دوسری گلی میں پانی میں داخل ہو گئے جہاں سیلاب کے تیز پانی کے بہاؤ کی زد میں آ کر بہہ گئے۔ احمدی سوئمرز نیز ناصر فائر اینڈ ریسکیو سروس کے رضا کار خدام کی مسلسل کوششوں کے بعد شام 5:30 بجے دونوں بچوں کی لاشیں نکالی گئیں۔ دونوں بچوں کی عمریں 12 سال تھیں اور یہ ناصر ہائی سکول ربوہ میں چھٹی کلاس کے طالبعلم تھے۔

(11) عزیزہ Nizha Aalaa Ahmad (واقفۂ نو بنت مکرم VJ نذیر احمد جمال الدین صاحب آف کیرالہ۔ حال ابوظہبی): 8 اکتوبر 2014ء کو سکول بس کے سٹاف کی غفلت کے نتیجہ میں بس میں دم گھٹنے کی وجہ سے تقریباً 4 سال کی عمر میں وفات پا گئی۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ عزیزہ کم عمر ہونے کے باوجود وقف نو کی کلاسوں میں باقاعدگی سے شامل ہوتی تھی اور انعام حاصل کیا کرتی تھی۔ بہت ہونہار اور لائق بچی تھی۔ سکول سے قبل KG جونیئر اور سینئر میں اول پوزیشن لیتی رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

دنیائے مذاہب

{عصر حاضر کی مذہبی دنیا میں سامنے آنے والے واقعات سے انتخاب}

طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ

☆......اجتماعی قربانی

ہندومت کو تعداد کے لحاظ سے دنیا کا تیسرا بڑا مذہب شمار کیا جاتا ہے اور اس مذہب کی طرف منسوب ہونے والوں کی ایک غیر معمولی تعداد ہندوستان اور نیپال میں آباد ہے۔ اخباری خبروں کے مطابق نیپال کے دارالحکومت کھٹمنڈو سے سو میل دور گزشتہ دنوں طاقت کی دیوی گادھی مائی (Gadhimai) کے مندر میں بکثرت جانوروں کی قربانی پیش کی گئی جو دنیا کی سب سے بڑی اجتماعی قربانی تھی۔

ہر پانچ سال بعد منعقد ہونے والے اس چڑھاوے میں ہزاروں جانور کام آتے ہیں۔ اس پر مقامی اور بین الاقوامی سطح پر جانوروں کے حقوق کے لئے کام کرنے والی تنظیموں نے آواز اٹھائی ہے مثلاً کہا گیا کہ ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو تیز دھار آلے سے ''جھٹکے'' سے قربان کرنا ظالمانہ فعل ہے۔ نیز اتنے وسیع پیمانے پر ہونے والی قربانیوں میں صفائی اور حفظان صحت کے بنیادی اصولوں کو نظر انداز کیا گیا ہے جبکہ گادھی مائی کے پیروکار بضد تھے کہ وہ اپنی منتیں مرادیں پوری کرنے کے لئے صدیوں سے ایسا کرتے آرہے ہیں۔

یہ میلہ کئی پہلوؤں سے زیر بحث آتا ہے۔ مثلاً امسال بھارتی سپریم کورٹ کے فیصلہ کی تعمیل میں جانوروں کی سرحد پار منتقلی منع ہونے کی وجہ سے قربانی کے خواہشمند معتقدین کو جانور مہیا کرنے میں مشکل پیش آئی۔

گزشتہ میلہ سال 2009ء میں منعقد ہوا تھا جس میں مبیّنہ طور پر اڑھائی لاکھ جانور قربان کئے گئے تھے۔ اگلی دفعہ یہ میلہ سال 2019ء میں ہوگا۔

(تفصیلات اور تصاویر کے لئے: روزنامہ Dawn لاہور 23 نومبر 2014 صفحہ 13 اور 29 نومبر 2014 کے شمارے)

☆......کنبھ میلہ

ہندومت کے ہی ذکر میں ایک اور بہت بڑی تقریب کنبھ میلہ (Kumbh Mela) بھی ہے، جسے روئے زمین پر سب سے بڑا انسانی اجتماع خیال کیا جاتا ہے۔ ہندوستان کے شمالی شہر الٰہ آباد میں تین دریاؤں کے سنگم پر معتقدین نہا کر یہ گمان کرتے ہیں کہ ان کے تمام گناہ دھل جاتے ہیں اور مکتی یعنی نجات مل جاتی ہے۔ کنبھ میلہ کی کئی اقسام اور مقامات ہیں۔ مثلاً مہا کنبھ میلہ ہر بارہ سال بعد منعقد ہوتا ہے جو 55 دن جاری رہتا ہے۔ 2001ء میں منعقد ہونے والے میلہ میں چار کروڑ لوگوں کی شرکت کا اعلان کیا گیا۔

ہندو عقیدہ کے مطابق دیوتاؤں اور بدی کی قوتوں کے درمیان آسمانوں میں مقدس پانی کے ایک برتن کے لئے لڑائی ہوئی تھی اور الٰہ آباد ان چار شہروں میں سے ایک ہے جہاں اس مقدس پانی کے قطرے گرے تھے۔ ہندوؤں کے مطابق یہ لڑائی بارہ روز تک جاری رہی تھی اور ہر دن ایک انسانی سال کے برابر ہے اسی لئے ہر بارہ سال بعد ہونے والا مہا کنبھ اسی کی یاد میں ہوتا ہے۔

(ماخوذ از Kumbh Mela کی ویب سائٹ)

☆......سکندر اعظم

سکندر اعظم کے اصل نام، معین زمانہ، کارناموں دور دراز کے علاقوں میں فوجی مہمات اور ان کے اثرات جانچے بغیر دنیا کے کئی مذاہب کی تاریخ نامکمل رہتی ہے۔

اے ایف پی نیوز ایجنسی کے مطابق شمالی یونان میں Amphipolis کے مقام پر ماہرین آثار قدیمہ نے کھدائی کے بعد ایک شہر کا سراغ لگایا ہے جس میں سے تدفین کی جگہ کی تصاویر اخبارات میں شائع ہوئیں، اس مقام کی خاص الخاص بات اس کا سکندر اعظم کے دور سے قریب ترین زمانہ کا ہونا ہے۔

اس جگہ کو یونان کی انسانی آبادی کی اب تک ملنے والی قدیم ترین باقیات قرار دیا جا رہا ہے۔

(روزنامہ Dawn لاہور، 23 نومبر 2014ء)

☆......مندائی

مندائی مذہب کے پیروکار گزشتہ دنوں عراق کے دارالحکومت بغداد میں جمع ہوئے۔ اس تقریب کی خاص بات ان کے موجودہ روحانی پیشوا شیخ ستار جبار صاحب کی موجودگی تھی۔ عراق میں آباد (Mandaenism) مندائی مذہب والوں کا تعلق حضرت یحییٰ بن زکریا (یوحنا بپتسمہ دینے والا) کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔ یہ لوگ انبیاء میں سے بعض کو مانتے ہیں جبکہ حضرت یحییٰ کو غیر معمولی خصوصی مقام دیتے ہیں۔ 1990 کی دہائی میں ان کی تعداد عراق میں پچاس ہزار سے متجاوز تھی جبکہ 2003ء تک یہ لوگ نصف رہ گئے اور ملک میں بدامنی اور عدم برداشت کے باعث یہ لوگ 2009ء میں صرف 4000 کی تعداد میں رہ گئے۔

اخبارات میں مندائی لوگوں کے پیشوا شیخ ستار جبار کی عراق کے وزیر خزانہ سے ملاقات کی خبریں شائع ہوئیں جن کے مطابق شیخ موصوف نے وزیر صاحب کو اپنی مقدس مذہبی کتاب کا نسخہ بھی تحفۃً پیش کیا۔

(تفصیلات و تصاویر کے لئے دیکھیں: روزنامہ Dawn لاہور 16 نومبر 2014ء کا شمارہ اور اخبار ''اصوات العراق'' کی ویب سائٹ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ یکم نومبر 2014ء بروز ہفتہ۔ بوقت 11 بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل دو مرحومین کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی

(1) مکرم محمد سلیم صاحب (ابن مکرم میاں محمد اسحاق صاحب۔ آف ہنسلو نارتھ۔ یوکے)

29/اکتوبر 2014 کو مختصر علالت کے بعد 74 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انّاللہ و انّا الیہ راجعون۔ آپ کا تعلق قادیان سے تھا اور 1962ء سے یوکے میں مقیم تھے۔ آپ حضرت بھائی عبد الرحیم صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ کے نواسے اور مولوی فخر الدین صاحب کے پوتے تھے۔ بہت ہمدرد، نیک اور باوفا انسان تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کے پابند اور تلاوت قرآن کریم میں باقاعدہ تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ مقصودہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد اعظم خان صاحب آف Minden۔ جرمنی)

19/اکتوبر 2014 کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انّاللہ و انّا الیہ راجعون۔ آپ کا تعلق حضرت شیخ محمد بخش صاحبؓ رئیس کڑیانوالہ کے خاندان سے ہے۔ آپ 1984ء سے جرمنی میں مقیم تھیں۔ بہت نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ نہ صرف خود والہانہ عقیدت و محبت رکھتی تھیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کرتی رہتی تھیں۔ آپ کی تین بیٹیاں یوکے میں مقیم ہیں۔ آپ مکرم نسیم افضل بٹ صاحب (ریجنل امیر ساؤتھ لندن) کی چچی تھیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم ہالیدو عبد اللہ صاحب (نائب امیر اوّل جماعت احمدیہ نائیجر): 10 اکتوبر 2014 کو 68 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انّاللہ و انّا الیہ راجعون۔ آپ کو 1976ء میں بیعت کرکے نائیجر کے پہلے احمدی ہونے کی سعادت ملی۔ بیعت کی منظوری کا کارڈ ہر وقت اپنی جیب میں رکھا کرتے تھے۔ آپ کو جماعت میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق ملتی رہی جن میں سیکرٹری مال، سیکرٹری رشتہ ناطہ، سیکرٹری تبلیغ اور نائب امیر کی ذمہ داریاں شامل ہیں۔ ہر جماعتی پروگرام میں شامل ہوتے تھے۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، نیک سیرت، اعلیٰ خوبیوں کے مالک، بہت مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت سے انتہائی محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ عمر میں بڑا ہونے کے باوجود ہمیشہ مربیان کرام سے عزت واحترام سے پیش آتے تھے۔ اطاعت کا بہترین نمونہ تھے۔ حضور کے خطبات جمعہ کو باقاعدگی اور نہایت توجہ سے سنتے تھے۔ آخری بیماری میں جب ہسپتال میں داخل تھے تو اپنے بیٹے سے بار بار پوچھتے رہے کہ کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے اور بروقت چندہ جات کی ادائیگی کیا کرتے تھے۔ اپنی زندگی میں ہی اپنا حصہ جائیداد بھی ادا کر دیا تھا۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹیاں اور 5 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ امۃ السمیع راشدہ صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک منصور احمد صاحب عمر مربی سلسلہ۔ ربوہ): 3 ستمبر 2014ء کو طویل علالت کے بعد 62 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انّاللہ و انّا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مرحوم (خالد احمدیت) کی بیٹی تھیں۔ گزشتہ 21 سال سے بعارضہ فالج بیمار تھیں۔ آپ نے بیماری کا لمبا عرصہ نہایت صبر وشکر سے گزارا اور کبھی شکوہ کا کوئی کلمہ زبان پر نہ لائیں۔ آپ کو متعدد بچوں بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ بہت سادہ طبیعت کی مالک، ہر ایک سے محبت و پیار سے ملنے والی، غریب پرور اور پڑوسیوں سے حسن سلوک کرنے والی تھیں۔ لجنہ کے اجلاسات میں باقاعدگی سے شامل ہوتی تھیں۔ بڑی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت اور خلیفۂ وقت سے آپ کو بہت عقیدت اور پیار کا تعلق تھا۔ MTA کے ذریعہ حضور انور کے خطبات وخطابات کو بہت شوق سے سنتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ 3 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم صباح الظفر صاحب مربی سلسلہ کی حیثیت سے ربوہ میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔ مرحومہ مکرم عطاء الکریم شاہد صاحب (سابق مبلغ سلسلہ لائبیریا) اور مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن کی چھوٹی ہمشیرہ تھیں۔

(3) مکرمہ محمودہ رحیم صاحبہ (اہلیہ مکرم خان عبد الرحیم خان صاحب۔ آف لاہور): 3/اکتوبر 2014 کو لاہور میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انّاللہ و انّا الیہ راجعون۔ آپ مکرم حکیم انور حسین صاحب دہلوی کی بیٹی تھیں۔ آپ نصرت گرلز کالج ربوہ میں تدریس کے فرائض انجام دیتی رہی ہیں۔ بہت نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم وقار احمد خان صاحب (صدر قضاء بورڈ مرکزیہ ربوہ) کی چچی تھیں۔

(4) مکرمہ بشریٰ اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم خلیل احمد صاحب مرحوم۔ سیالکوٹ): 26 اگست 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ انّاللہ و انّا الیہ راجعون۔ آپ پیدائشی احمدی تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں اور تہجد کی پابند، روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی ایک نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ خود بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہیں اور اپنی اولاد کو بھی احمدیت اور خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتی رہیں۔ پردہ کا ہمیشہ خیال رکھتیں اور مہمان نوازی ان کا ایک نمایاں وصف تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(5) مکرم ملک عبید اللہ صاحب (سابق کارکن فضل عمر ہسپتال ربوہ۔ حال کینیڈا): 4/اکتوبر 2014ء کو 83 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انّاللہ و انّا الیہ راجعون۔ آپ ہر ایک سے خلوص اور محبت سے پیش آتے اور اپنے آرام کی پرواہ کئے بغیر ہمہ وقت دوسروں کی مدد اور خدمت کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ بڑے دعا گو، کثرت سے ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن کریم کرنے والے، متوکل، مہمان نواز، صابر وشاکر اور بہت خوش اخلاق انسان تھے۔ کچھ عرصہ سے گلے کے کینسر میں مبتلا تھے۔ بیماری کے باوجود اپنے کام خود کیا کرتے اور کسی کی محتاجی کو پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ نے چار خلفاء کا زمانہ پایا۔ جماعت سے سچی محبت اور خلفاء سے بہت اخلاص ووفا کا تعلق تھا۔ سب گھر والوں نیز ملنے جلنے والوں اور بچوں کو خلفائے احمدیت کے ایمان افروز واقعات سناتے اور بہت خوش ہوا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) مکرم سیّد ممتاز احمد صاحب (ابن مکرم سیّد اعجاز احمد صاحب مرحوم مربی سلسلہ۔ چٹاگانگ، بنگلہ دیش): 21/اکتوبر 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انّاللہ وانّا الیہ راجعون۔ آپ مکرم مولانا سید عبد الواحد صاحب مرحوم امیر اوّل صوبہ بنگال کے پوتے تھے۔ آپ کو لمبا عرصہ چٹاگانگ جماعت کے جنرل سیکرٹری اور نائب امیر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نہایت خاموش طبع، سلجھے ہوئے نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(7) مکرم چوہدری عبد الوحید صاحب (ابن مکرم چوہدری عبد الحمید صاحب۔ آف صابو بھنڈیار ضلع سیالکوٹ): یکم اگست 2014ء کو 49 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو 5 سال اپنی جماعت کے صدر کی حیثیت سے خدمت بجالانے کی توفیق ملی۔ مرکز یا مقامی جماعت کی طرف سے جب بھی کوئی تحریک کی جاتی تو اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے نیز مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ غریب اور دکھی افراد کی بہت مدد کرتے تھے۔ اپنے فرائض کی ادائیگی ہمیشہ بڑی ایمان داری سے کیا کرتے تھے۔ اپنے بچوں کی بھی بہت اچھی تربیت کی۔

(8) مکرم مبشر احمد جاوید صاحب (ابن مکرم میاں دین محمد صاحب۔ آف لاہور): 11/جون 2014ء کو 55 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ انّاللہ و انّا الیہ راجعون۔ آپ نے اپنی مقامی مجلس انصار اللہ گلشن پارک

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2014ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر:148)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ اکتوبر 2014ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم میں سے چند واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے تمام احمدیوں کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور دشمنوں کے سرغنوں کی پکڑ کا سامان فرمائے اور اللہ تعالیٰ کرے کہ:

’’مسلمان علماء کہلانے والے ...... مُسلم اُمّہ کو فرقہ واریت میں ڈال کر تباہ کرنے کی کوشش کرنے کے بجائے اسلام کی امن، محبت اور پیار کی تعلیم کو مسلمانوں کے اندر راسخ کریں۔‘‘ آمین

(اقتباس از خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ)

ایک نفرت انگیز پمفلٹ

گوجرانوالہ، 9/اکتوبر 2014ء: ہماری طرف سے شائع کی جانے والی رپورٹس میں ذکر ہو چکا ہے کہ 27/جولائی 2014ء کو ایک مُلّاں کے اکسانے پر عرفات کالونی گوجرانوالہ میں ایک ہجوم نے احمدیوں کے گھروں پر حملہ کر دیا تھا۔ اس حملے میں جہاں اس ہجوم نے احمدیوں کے گھروں میں کھلے عام لوٹ مار کر کے انہیں آگ لگا دی تھی وہاں اس حملے کے نتیجے میں ایک خاتون اور ان کی دو کمسن پوتیاں شہید ہو گئی تھیں جبکہ اس علاقہ میں رہنے والے احمدیوں کو اس علاقہ سے باہر نکال دیا گیا تھا۔

معاشرے کے پڑھے لکھے اور ذمہ دار طبقے کی طرف سے اس واقعہ کی شدید مذمّت کی گئی۔ اس واقعہ میں ملوّث لوگوں کے خلاف ایک ایف آئی آر درج کی گئی جبکہ اس احمدی نوجوان کے خلاف بھی پرچہ کاٹا گیا جس پر مقاماتِ مقدّسہ کی تصویر کی بے حرمتی کا الزام لگایا گیا تھا۔ اس نوجوان کو پولیس نے گرفتار کر لیا جبکہ اب تک مخالف پارٹی کے کسی آدمی کی گرفتاری عمل میں نہیں لائی جا سکی۔ مُلّاں نے اپنے دفاع کی کوشش میں انتظامیہ پر مختلف طریقوں سے دباؤ ڈلوایا اور کامیاب بھی رہے۔

ان شدّت پسندوں نے ایک مشترکہ کانفرنس کی، ایک ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی، ایک کمیٹی نامزد کی اور قانون کی پکڑ سے بچنے کے لئے متعدد اقدامات کیے۔ انہوں نے غلط بیانیوں اور سراسر دھوکہ دہی پر مشتمل ایک پمفلٹ پبلک میں بڑے پیمانے پر تقسیم کیا جس کا عنوان ’حقائق‘ رکھا گیا۔ اس پمفلٹ پر جو تاریخ درج کی گئی ہے وہ 28/جولائی 2014ء ہے جو کہ درست نہیں۔ اس پمفلٹ میں موجود تحریر ہی اس تاریخ کو جھٹلا رہی ہے۔ بہرکیف اس پمفلٹ میں جو کچھ لکھا گیا وہ سب یہاں درج کرنا ہمارے مزاج اور روایات کے مطابق نہیں۔ خلاصۃً یہی کہا جا سکتا ہے کہ ہمیشہ کی طرح اس پمفلٹ میں بھی حضرت اقدس بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعتِ احمدیہ مُسلمہ کے بزرگوں اور ممبران کو گالیاں دی گئیں، ان پر ارتداد اور غداری کے الزامات عائد کیے گئے اور ایسی تمام باتیں درج کی گئیں جو عرصہ دراز سے باتیں ہی ہیں، ان کے حق میں کبھی کوئی ثبوت عوام کے سامنے پیش نہیں کیا جا سکا۔

اس پمفلٹ سے دراصل ان لوگوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ سانحہ گوجرانوالہ کے اصل ذمہ دار احمدی ہی ہیں اور جن فتنہ پروروں کے خلاف جماعت احمدیہ کی طرف سے ایف آئی آر درج کروائی گئی ہے وہ ’بے قصور‘ ہونے کے ساتھ ساتھ ’معصوم‘ بھی ہیں! اس لغو اور بے بنیاد پمفلٹ کی مدد سے مُلّاں نے اپنے ہاتھ خون سے رنگے ہونے کے باوجود عوام کی ہمدردیاں جیتنے کی کوشش کی۔ اس پمفلٹ میں سرکردہ ملّاؤں اور ان کی تنظیموں کے نام بھی درج ہیں!

اس میں درج کی گئی تفصیل کے مطابق 29/جولائی کو ملّاں محمد اشرف مجددی (ضلع امیر عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت) کے گھر ایک ایمرجنسی سیشن بلایا گیا۔ اس اجلاس میں ملّاں عزیز الرحمٰن جالندھری (مرکزی ناظمِ اعلیٰ) کی دی گئی ہدایات کے مطابق ایک ایکشن پلان بنایا گیا۔ اگلے روز یعنی 30/جولائی کو وکلاء سے مشورہ کیا گیا۔ ان وکلاء میں رانا راشد خان، میاں شاہد علی، عبدالعزیز بھٹی اور رانا عبدالغفور شامل تھے۔ اس کے بعد چوہدری طفیل وڑائچ نے جو کہ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کا صدر ہے عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت کی پوزیشن کو درست قرار دیتے ہوئے اس کی قانونی معاونت کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔

اس کے بعد اس پمفلٹ میں درج ہے کہ جامعہ مسجد ختمِ نبوّت ہاشمی کالونی گوجرانوالہ میں 31/جولائی کو آل پارٹیز ختم نبوّت کانفرنس ہوئی۔ جن لوگوں نے اس کانفرنس میں شرکت کی ان میں جمعیت علمائے اسلام، تحریکِ ختمِ نبوّت، مرکزی جمعیت اہلِ حدیث، جمعیت اشاعت التوحید والسنّہ، جمعیت علمائے پاکستان، اہلسنت والجماعت، پاکستان علماء کونسل، تنظیم الاسلام اور تحریکِ جعفریہ کے نمائندگان ملّاں شامل ہوئے۔ مذکورہ بالا تنظیموں میں سے بعض پر دہشتگردی کی وجہ سے پابندی عائد کی جا چکی ہے لیکن وہ مختلف ناموں سے اپنی کارروائیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس موقع پر پاکستان شریعت کونسل سے تعلق رکھنے والا ملّاں زاہد الرّاشدی مہمانِ خصوصی تھا۔

اس کانفرنس میں ’آل پارٹیز ختمِ نبوّت کوآرڈینیشن کمیٹی‘ بنائی گئی جن کے سرپرست ملّاں زاہدالراشدی اور دو اور ملّاں نامزد ہوئے۔ سید احمد حسین زید کو سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ نو (9) مُلّاں اس کمیٹی کے ممبر قرار دیے گئے جن میں زیادہ تر لوگ سلفی، وہابی اور دیوبندی فرقوں سے تعلق رکھنے والے تھے۔ یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ ان تنظیموں کی جانب سے کبھی کبھی دہشتگردی اور شدّت پسندی کے واقعات اور رجحان کی تردید سامنے آتی ہے۔ لیکن جب فرقہ وارانہ فسادات کی بات ہو جس میں احمدیوں کے گھروں کو لوٹا اور جلایا گیا اور معصوم خاتون اور بچیوں کو شہید کر دیا گیا وہاں یہ تمام ’مذہب‘ کے نام پر قائم ہونے والی تنظیمیں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ کھڑے ہو کر ان افسوسناک واقعات کو مجرمانہ طور پر برحق قرار دیتی نظر آتی ہیں۔

اس پمفلٹ میں یہ بھی لکھا گیا کہ احمدیوں نے اپنے گھر کی عورتوں اور بچوں کو اس کمرے میں بند کیا اور خود فرار ہو گئے۔ اس میں یہ بھی لکھا گیا کہ کسی بھی مسجد سے لوگوں کو انگیخت کرنے کے لئے کوئی بھی اعلان نہیں کیا گیا۔ اور کچھ ملّاؤں پر لگائے جانے والے الزامات درست نہ ہیں نیز یہ کہ ضلع امن کمیٹی کے ملّاں لوگوں کو بدستور ’ٹھنڈا‘ کرنے کی کوششوں میں مگن تھے۔

جماعتِ احمدیہ کے مرکزی دفتر نے اس پمفلٹ کی کاپی ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر گوجرانوالہ کو ایک کورنگ لیٹر کے ساتھ بھجوائی ہے اور انہیں لکھا گیا ہے کہ اس پمفلٹ میں غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے عوام الناس کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف ابھارا گیا ہے۔ اس خط کا عنوان ’ضلع گوجرانوالہ میں احمدیوں کی مخالفت بدستور جاری ہے‘ تھا۔ اس خط کے نکات خلاصۃً ذیل میں درج کیے جاتے ہیں:

☆ اس افسوسناک واقعہ کی ایف آئی آر (نمبر 550) پولیس اسٹیشن پیپلز کالونی میں 27/جولائی 2014ء کو درج کروائی گئی۔ اس ایف آئی آر میں حملہ آوروں کو واضح طور پر نامزد کیا گیا ہے لیکن انہیں ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا۔

☆ اس کے برعکس ان شدّت پسندوں کے دباؤ میں آ کر پیپلز کالونی کے پولیس اسٹیشن میں ہی 28/جولائی کو ایک ایف آئی آر (نمبر 553) زیرِ دفعہ 295-A, 8/11WATA درج کی اور ایک احمدی نوجوان عاقب سلیم کو گرفتار کر لیا۔ اس وقت تک اس کی ضمانت نہیں لی گئی باوجودیکہ اس پر لگایا جانے والا الزام درست ثابت نہیں ہو سکا۔

☆ اس واقعہ کے بعد علاقہ میں رہنے والے ایک سو پچیس کے قریب احمدیوں کو علاقہ چھوڑنے پر مجبور کیا گیا اور اب تک انہیں اپنے گھروں میں واپس آنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔ اپنے گھروں سے دربدر کیے جانے والے احمدیوں کو مناسب رہائش دینے کا انتظام کیا جائے۔

☆ اس واقعہ کے بعد احمدیوں کی طرف سے درج کروائی جانے والی ایف آئی آر میں نامزد کیے جانے والے ملزمان کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔

☆ احمدی نوجوان پر جو مقامِ مقدسہ کی تصویر کی بے حرمتی کا الزام عائد کیا گیا ہے اس کی تحقیق کروائی جائے اور اس تفتیش کو منطقی انجام تک پہنچایا جائے۔

لاہور پولیس مُلّاں کی طرفدار

لاہور، اکتوبر 2014ء: امسال عید الاضحیٰ کے موقعہ پر لاہور سے متعدد رپورٹس موصول ہوئیں جن میں احمدیوں کو اس عید کی مناسبت سے قربانی کرنے میں درپیش مشکلات کا ذکر موجود ہے۔ یہ مشکلات مخالفین کی طرف سے پیدا کی گئی تھیں۔ کچھ کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

1۔ 4/اکتوبر کے دن تاجپورہ کے رہائشی دو احمدیوں مبشر احمد اور رفیق احمد کو پولیس نے بلوا بھیجا۔ پولیس نے انہیں بتایا کہ ان کے ہمسائے میں رہنے والے لوگوں میں سے بعض نے ان کے خلاف یہ رپورٹ درج کروائی ہے کہ انہیں اس بات کا ’شک‘ ہے کہ وہ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں جبکہ ایک احمدی کو اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی! اس پر ان احمدیوں نے علاقہ کے ایس ایچ او سے رابطہ کیا جس نے انہیں بتایا کہ یہ شکایت درج کروانے والے محض فتنہ پرور لوگ ہیں۔ لیکن پھر بھی کسی بھی قسم کی بدمزگی سے بچنے کے لئے آپ لوگ کسی اور جگہ پر ہی قربانی کا فریضہ سرانجام دے لیں تو بہتر ہو گا۔ چنانچہ مبشر احمد نے قربانی اپنے گھر میں کرنے کی بجائے اپنی ہمشیرہ کے گھر کی۔

یہ بات بعد میں کھلی کہ شکایت کرنے والے ہمسائے نے مقامی ملّاں کے اکسانے پر ایسا کیا تھا۔

2۔ مورخہ 6/اکتوبر کے دن صبح تقریباً تین بجے کچھ ملّاں اور پولیس اہلکاروں نے سبزہ زار میں رہنے والے احمدی ملک محمد اکرم کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ان کے باہر آنے پر ملّاں پارٹی نے انہیں تحکّمانہ انداز میں کہا کہ ’چونکہ تم ’قادیانی‘ ہو اس لیے تمہیں عید الاضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کرنے کا کوئی حق نہیں۔ اگر تم پھر بھی قربانی کرو گے تو علاقے کے امن کو خراب کرنے کا باعث بنو گے۔‘ اس پر ملک محمد اکرم نے پولیس کو بتایا کہ ان کے گھر بندھا ہوا قربانی کا بکرا اُن کا نہیں بلکہ ان کے کرائے دار کا ہے۔ اس پر ان کے کرائے دار کو جگایا گیا اور اسے پولیس کو یہ تحریر دینی پڑی کہ ’یہ بکرا میرا ہے اور میں ہی اس بکرے کی قربانی کروں گا۔‘ اس کے باوجود پولیس نے اس کرائے دار کو یہ مشورہ دیا کہ وہ قربانی کسی اور جگہ ہی کرے۔ جس پر اس کرائے دار نے اپنے کسی ملازم کے گھر اس بکرے کو بھجوا دیا اور عید کے دن اسی کے گھر جا کر قربانی کی۔

3۔ اس واقعہ سے ملتے جلتے ایک اور واقعہ میں کسی نے صبح تین بجے کے بعد 131، A بلاک سبزہ زار کے رہائشی عبدالرشید قریشی کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ ان کے پوچھنے پر آنے والے نے اپنا تعارف ’پولیس‘ کروایا۔ دروازہ کھولنے پر انہیں کہا گیا کہ ’چونکہ تم ’قادیانی‘ ہو اس لیے تمہیں عید الاضحیٰ کے موقعہ پر قربانی کرنے کا کوئی حق نہیں۔‘

پولیس کو اچھی طرح معلوم ہے کہ پاکستانی قانون کے مطابق احمدیوں کو قربانی کرنے سے کوئی بھی نہیں روک سکتا، ہر ایک کو اپنے مذہب کے مطابق رسومات ادا کرنے کی اجازت ہے لیکن پھر بھی پولیس ملّاں کی طرفداری میں قانون سے بالا کام کرتی دکھائی دیتی ہے۔ بعض اوقات یہ کام غیر قانونی نوعیت کے حامل بھی ہوتے ہیں۔ بعد ازاں پولیس کے اہلکاروں نے احمدیوں کے گھروں کو چن چن کر یہ ’پیغام‘ دیا۔ عبدالرشید قریشی کو اسی وجہ سے سمن آباد جا کر قربانی کا مقدس فریضہ سرانجام دینا پڑا۔

4۔ بھاٹی گیٹ، راوی پارک کے رہائشی ایک احمدی رشید احمد نے عید سے تین روز قبل اونٹ خریدا اور اسے اپنے گھر کے سامنے باندھ دیا۔ عید سے ایک روز قبل تین ملّاں ان کے گھر آ کر ان سے ملے اور انہیں کہا کہ ’چونکہ تم قادیانی ہو اور تمہارا مذہب ہمارے مذہب سے مختلف ہے اس لئے تمہیں قربانی کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر تم قربانی کرنا چاہتے ہو تو مسجد میں آ کر پبلک کے سامنے اعلان کرو کہ تم ختمِ نبوّت کے عقیدے پر پختہ ایمان رکھتے ہو اور تمہارا قادیانیت سے کوئی تعلق نہیں۔‘ اس پر رشید احمد نے قربانی کے لئے خریدا جانے والا وہ اونٹ ایک دوست کے ہاں بھجوا دیا اور عید کے دوسرے روز اسی دوست کے ہاں جا کر قربانی کی۔

(باقی آئندہ)

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت امۃ الرحیم صاحبہؓ کی شفا کا اعجازی نشان

حضرت میر مہدی حسین صاحبؓ کی اہلیہ حضرت امۃ الرحیم صاحبہؓ کی حضرت مسیح موعودؑ کی دعا کے طفیل شفا کے اعجازی نشان کا تذکرہ روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12 نومبر 2010ء میں شامل اشاعت ہے۔

حضرت امۃ الرحیم صاحبہؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی قبولیت دعا کا نشان اَور باتوں کے علاوہ اپنی ذات میں بھی دیکھا تھا جس کا ذکر خود حضورؑ نے کتاب ''حقیقۃ الوحی'' میں یوں فرمایا ہے: ''169۔ نشان۔ جب ہم بہار کے موسم میں 1905ء میں باغ میں تھے تو مجھے اپنی جماعت کے لوگوں میں سے جو باغ میں تھے کسی ایک کی نسبت یہ الہام ہوا تھا کہ خدا کا ارادہ ہی نہ تھا کہ اس کو اچھا کرے مگر فضل سے اپنے ارادہ کو بدل دیا۔ اس الہام کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ سید مہدی حسین صاحب جو ہمارے باغ میں تھے اور ہماری جماعت میں داخل ہیں اُن کی بیوی سخت بیمار ہوگئی وہ پہلے بھی تپ اور ورم سے جو منہ اور دونوں پیروں اور تمام بدن پر تھی اور بہت کمزور تھی اور حاملہ تھی پھر بعد وضع حمل جو باغ میں ہوا اس کی حالت بہت نازک ہوگئی اور آثار نومیدی ظاہر ہوگئے اور مَیں اس کے لیے دعا کرتا رہا آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے اُس کو دوبارہ زندگی حاصل ہوئی۔ اس امر کے گواہ اخویم حکیم مولوی نور دین صاحب، مولوی محمد علی صاحب ایم اے، مفتی محمد صادق صاحب اور خود مہدی حسین صاحب اور تمام وہ دوست ہیں جو میرے ساتھ باغ میں تھے۔ دعا کے بعد دوسرے روز سید مہدی حسین کی اہلیہ کی زبان پر یہ الہام منجانب اللہ جاری ہوا تُو اچھی تو نہ ہوتی مگر حضرت صاحب کی دعا کا سبب ہے کہ اب تو اچھی ہوجائے گی۔''

حضرت میر مہدی حسین صاحبؓ اپنی بیوی کی اس معجزانہ شفایابی کے متعلق فرماتے ہیں: ''میری بیوی ایک دفعہ بیمار ہوگئی مَیں نے حضور سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا کہ شربت بزوری بنالو۔ مَیں بوجہ غربت نہ بنا سکا۔ اگلے روز میں نے پھر رقعہ لکھا تو حضور باہر تشریف لائے فرمایا: شربت بنالیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ حضور دعا فرمائیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ نسخہ کو چھوڑ دو مَیں دعا کروں گا۔ آپؑ نے دعا فرمائی میری بیوی اچھی ہوگئی۔''

حضرت حکیم عبدالصمد صاحبؓ

رسالہ ''انصارالدین'' یوکے نومبر دسمبر 2010ء میں مکرمہ مبارکہ مسعود صاحبہ کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں انہوں نے اپنے والد حضرت حکیم عبدالصمد صاحب کا تفصیلی ذکر خیر کیا ہے۔

حضرت حکیم عبدالصمد صاحب ولد حکیم محمد عبدالغنی صاحب ولد حکیم محمد بلاقی صاحب (مہتمم شاہی دواخانہ قلعہ دہلی) کی پیدائش دہلی میں ہوئی۔ مسلک اہل حدیث تھا۔ ابتدائی تعلیم گھر پر اور بعد میں متعدد علماء کرام سے حاصل کی۔ اس غرض سے بیشتر وقت مدارس اور مساجد میں گزرتا۔ ایک رات دو بجے والد صاحب کی آنکھ کھلی تو آپ جاگ رہے تھے۔ انہوں نے جاگنے کا سبب پوچھا تو آپ نے کہا کہ تفسیر جلالین میں آیت ''یٰعیسیٰ انّی مُتَوَفِّیکَ'' کا مطلب سمجھ میں نہیں آرہا۔ والد نے کہا کہ صبح اپنے استاد سے معلوم کرلینا۔ آپ نے جب مولوی صاحب سے دریافت کیا تو وہ کہنے لگے کہ میاں شروع سے لے کر آج تک سب کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں تم اس بحث میں مت پڑو اور آگے پڑھو۔ آپ نے کہا جب تک یہ میری سمجھ میں نہیں آئے گا آگے کس طرح پڑھ سکتا ہوں۔ مولوی صاحب یہ سن کر ناراض ہوئے۔ پھر آپ اپنے دوسرے استاد مولوی محمد اسحاق متقی کے پاس گئے۔ انہوں نے بھی پہلے استاد والا جواب دیا۔ لیکن غصّہ میں آکر کہنے لگے کہ ایک تم ہو اور دوسرا مرزا ہے جس کو اس قسم کا جنون ہے۔ یہ سن کر آپ کو کچھ تقویت ملی کہ کوئی اَور بھی ہے۔ پھر ایک اَور استاد مولوی عبدالوہاب سے اپنا سوال دہرایا تو انہوں نے کہا: میاں اب تو مہدویت کا ایک دعویدار بھی پیدا ہوگیا ہے اور وہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ وفات پاچکے ہیں اور مَیں وہی مسیح موعود ہوں جس کا سب کو انتظار ہے، اس کا نام مرزا غلام احمد ہے۔

یہ سن کر حضرت حکیم صاحب کا اشتیاق بڑھ گیا اور قرآن اور حدیث پڑھنے میں لذّت اور سکون آنے لگا۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام دہلی تشریف لائے۔ آپ کی نظر حضرت اقدسؑ کے چہرہ پر پڑی تو جسم پر لرزہ طاری ہوگیا اور دل نے کہا کہ یہ شکل جھوٹے کی نہیں۔ پھر اسی وقت ایمان لے آئے۔ بیعت کے وقت حضورؑ نے فرمایا: ''کہو مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا''۔ اس وقت ایک لمحے کے لئے آپؓ رُکے۔ سوچا، پھر یہ الفاظ دہرائے اور اپنے اس عہد کو آخری دَم تک نبھایا۔

بیعت کرنے کے بعد مخالفت کا طوفان کھڑا ہوگیا۔ والدین نے بات کرنا بند کردی تاہم وہ آپؓ کی ضروریات پوری کرتے رہے۔ طالبعلمی کا زمانہ تھا۔ ایک پُرانی خادمہ کھانے وغیرہ کا خیال رکھتی تھی۔ اگر کھانا مل جاتا تو کھالیتے ورنہ تھوڑی سی چنے کی دال بھگو دیتے اور صبح کو کھالیتے تھے۔ اکثر روزہ رکھتے۔ اسی حالت میں قریباً ایک سال گزرا۔ ایک دن مسجد میں وضو کررہے تھے کہ اچانک آپؓ نے دیکھا کہ مسجد میں آگ لگ گئی ہے اور شعلے چھت تک بلند ہورہے ہیں۔ آپؓ نے شور مچادیا۔ بہت سے لوگ جمع ہوگئے اور پوچھا میاں کہاں ہے آگ؟ آپ نے کہا: وہ دیکھو۔ مؤذن کا کہنا تھا کہ ایک لمحہ کے لئے مجھے بھی آگ نظر آئی تھی۔ یہ دراصل احمدیت کی مخالفت کی آگ تھی جو کشفاً آپؓ کو دکھائی دی۔ جلد ہی اُس مسجد سے سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت شروع ہوگئی۔

احمدیت قبول کرنے کے بعد آپؓ کو کئی بار زہر دیا گیا۔ رشتہ دار آپ کی دعوت کرتے اور میٹھے میں زہر ملا دیتے۔ جب آپؓ کھانے کے لئے بیٹھتے تو آواز آتی مت کھاؤ۔ لیکن گھر والے بار بار میٹھا لینے کے لئے اصرار کرتے۔ اُس وقت ایک غیبی اور پُر ہیبت آواز آتی کہ مت کھاؤ۔ ایک بار آپ نے گھر والوں کا دل رکھنے کے لئے ایک چمچہ کھالیا۔ غیبی آواز بہت غصہ میں تبدیل ہوگئی ''تم کو کتنی دفعہ منع کیا مت کھاؤ مت کھاؤ''۔ آپ جلدی سے گھر آئے اور چھوٹے بھائی کو صرف اتنا بتاسکے کہ مجھے فلاں شیشی سے دوا دیدو۔ یہ کہہ کر بیہوش ہوگئے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر بار اپنے فضل سے آپؓ کو بچالیا۔

ایک مرتبہ ایک شخص مریض دکھانے کے بہانے آپؓ کو اپنے گھر لے گیا۔ جیسے ہی دروازہ پر پہنچے تو آپؓ کو محسوس ہوا کہ اندر نہیں جانا چاہئے۔ مگر چونکہ حکیم تھے اور کام ہی مریض کو دیکھنا تھا اس لئے اللہ کا نام لے کر گھر میں داخل ہوگئے۔ اچانک دو لمبے تڑنگے آدمی قدموں میں گر گئے۔ گھر میں بالکل اندھیرا تھا۔ آپ نے پوچھا تم کون ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ وہ کہنے لگے کہ ان لوگوں نے ہمیں لالچ دیا تھا کہ آج حکیم صاحب کا کام تمام کردو تو تم کو اتنی رقم دیں گے۔ لیکن آپ کو دیکھتے ہی ہمارے ہاتھ سے ہتھیار گر گئے آپ ہمیں معاف کردیں۔

آپؓ کے گھوڑے جس جگہ باندھے جاتے تھے اس کی چھت گھاس پھونس کی تھی۔ اس میں مخالفین اکثر آگ لگا دیتے تھے لیکن وہ آگ سلگ سلگ کر خود ہی ختم ہوجاتی تھی۔

آپؓ کی قبولیت دعا کے بہت سے واقعات محفوظ ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک شادی کے دوران ایک عزیزہ کا ہار گُم گیا۔ جب ڈھونڈنے سے بھی نہ ملا تو اُس نے آپؓ سے دعا کی درخواست کی۔ آپؓ نے دعا کی تو آواز آئی: بیٹھک، بیٹھک۔ جب کچھ سمجھ میں نہیں آیا تو آپؓ نے پھر دعا شروع کی تو آواز آئی: نوار نوار۔ گھر والوں نے دونوں لفظوں کو جوڑا اور پھر بیٹھک میں پڑا ہوا نوار کا پلنگ کھڑا کرکے اُس کو جھاڑا تو اُس کی دونوں تہوں کے درمیان میں سے ایک تھیلی گری جس میں وہی ہار موجود تھا۔ آپؓ نے وہاں موجود عزیزوں کو منع کیا کہ اس واقعہ کا ذکر کسی سے نہ کریں اور پھر کہا کہ ایسی جگہ جہاں پر زیادہ لوگ ہوں، اپنی چیز کی حفاظت خود کرنی چاہئے اور کسی غریب کو امتحان میں نہیں ڈالنا چاہئے۔

ایک دفعہ رمضان میں روزہ رکھ کر آپ کسی ہندو مریض کو دیکھنے چلے گئے۔ ہندو گھروں سے آپؓ کھانا نہیں کھاتے تھے۔ واپسی رات کے وقت ہوئی اور اتنی کمزوری محسوس ہوئی کہ آپؓ جنگل میں ہی لیٹ گئے اور آنکھ لگ گئی۔ پھر کھانے کی خوشبو سے آنکھ کھلی۔ دیکھا تو ایک تھال میں پلاؤ رکھا تھا لیکن کوئی شخص موجود نہیں تھا۔ آپ سمجھ گئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پیٹ بھر کر کھایا۔ پھر وہ تھال درخت پر لٹکا دیا جو بعد میں بھی وہیں لٹکتا رہا۔

اسی قسم کے ایک دوسرے موقع پر بھی جب آپؓ نقاہت کی وجہ سے لیٹ گئے تو خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص گرم روٹیاں اور بُھنا ہوا گوشت لایا ہے۔ آپؓ نے خواب ہی میں کھانا کھالیا اور جب آنکھ کھلی تو جسم میں طاقت اور توانائی ایسی ہی تھی کہ گویا کھانا کھایا ہوا ہے۔

ایک بار اپنی بیٹی کے پوچھنے پر آپؓ نے بتایا کہ **قبولیتِ دعا کے لئے رزق حلال کھاؤ، دل میں خوفِ خدا ہو، اللہ تعالیٰ پر توکّل ہو، پاک صاف رہو اور ہمیشہ سچ بولو۔**

آپؓ جب کسی سود خور کا علاج کرتے تو اُس سے ملنے والی فیس کو اپنے گھر میں استعمال کرنے کی بجائے غرباء میں تقسیم کردیتے تھے۔

تقسیم ہند کے بعد آپؓ پہلے لاہور آئے پھر پنڈی چلے گئے۔ دونوں جگہ سامان سے بھرے ہوئے مکان الاٹ ہوئے لیکن آپؓ نے کہا کہ جیسے میرا دل اپنا بھرا ہوا گھر چھوڑنے سے دُکھا ہے ایسے ہی دوسروں کا دل بھی دُکھا ہوگا۔ مجھے صرف خالی مکان اور خالی دکان چاہئے۔ جب پنڈی میں بھی دل نہ لگا تو آپؓ نے اپنے بڑے بیٹے سے کہا کہ کراچی کا کرایہ معلوم کرو۔ بیٹے نے کہا: آپ کسی سے فیس بھی نہیں لیتے تو کرایہ کہاں سے آئے گا۔ آپ نے کہا ہم دعا کررہے ہیں۔ کچھ دیر بعد ہی آپؓ کو باہر راستہ میں ایک صاحب ملے اور بڑی معذرت کے ساتھ کچھ رقم پیش کی کہ آپؓ سے علاج کروایا تھا اور اب حالت اچھی ہے۔ آپؓ نے اُن کے اصرار پر رقم لے لی اور گھر لاکر گنی تو وہ کراچی کا پورا کرایہ تھا۔ آپؓ کراچی اس لئے بھی آنا چاہتے تھے کہ وہاں آپؓ کی بڑی بیٹی نور جہاں صاحبہ اہلیہ مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب رہتی تھیں۔ چنانچہ کراچی پہنچے، کچھ دن بیٹی کے پاس رہنے کے بعد ایک بڑی دکان جس کے ساتھ ایک چھوٹا سا کمرہ بھی تھا، کرایہ پر لے لی۔ دکان میں مطب کھل گیا اور کمرہ میں فیملی نے رہائش رکھ لی۔ رات کو گھر کے لوگ مطب میں سوجاتے۔

ایک روز ایک ہندو آیا کہ اُس کے باپ کی حالت بہت نازک تھی۔ آپؓ نے جاکر دیکھا۔ بظاہر وہ چند گھنٹوں کا مہمان تھا۔ ہندو کہنے لگا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ ان کو چھوڑ کر دہلی چلے جاؤ مگر میرا دل نہیں مانتا کہ زندہ باپ کو کیسے چھوڑ کر چلا جاؤں۔ آپؓ نے دعا کرکے دوا کی ایک چٹکی مریض کے منہ میں ڈال دی تو تھوڑی دیر بعد مریض نے آنکھیں کھول دیں اور دو دن بعد سفر کے قابل ہوگیا۔ اس ہندو نے پوچھا: مَیں کیا خدمت کروں؟ آپؓ نے کہا کہ ہمیں اس وقت رہنے کے لئے خالی مکان اور مطب کے لئے خالی دکان چاہیے۔ اُس نے کہا کہ دکان تو میرے پاس نہیں ہے جبکہ مکان کو بیچ چکا ہوں مگر خریدار کو پیسے واپس

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18 جنوری 2011ء میں مکرم فاروق محمود صاحب کی ایک طویل نظم شامل اشاعت ہے جو کہ حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کے کلام کی ہی تظمین ہے۔ اس خوبصورت نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

نہیں ہتھیار ایسا کُل جہاں میں
دعا کا تیر سجدے کی کماں میں
یہ طائر گنگنائیں بوستاں میں
زبانِ مہدیٔ آخر زماں میں
''عدُو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں''

بدل دے زخم سارے خود شفا میں
بدل جائے ہوائے غم صبا میں
جو ہیں ثابت قدم ملکِ جفا میں
انہیں ہرگز نہ بھولیں گے دعا میں
خدا رکھے ہمیں اپنی اَماں میں
''نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں''

دعا پر کس قدر کامل یقیں ہے
اور ایسا صبر کہ صد آفریں ہے
ہمیں خوف و خطر زیبا نہیں ہے
فلک پر شورِ نصرت بالیقیں ہے
ہیں صف آرا بھی لشکر آسماں میں
''نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں''

کر کے مَیں مکان آپ کو دے سکتا ہوں۔ اور پھر وہ مکان اس نے آپؓ کو دیدیا۔

اسی طرح ایک مریض کو ڈاکٹروں نے جواب دیدیا تو آپؓ کی دوا سے مریض ٹھیک ہونے لگا۔ لوگوں نے حیرت سے کہا کہ یہ تو معجزہ ہے، مُردہ زندہ ہوگیا ہے۔ آپؓ نے فیس بھی قبول نہیں کی۔ انہوں نے کہا کہ پیسے آپ لیتے نہیں اس کے علاوہ ہم آپ کی کیا خدمت کریں تو آپؓ نے کہا کہ مجھے مطب کے لئے ایک خالی دکان چاہئے۔ اُن صاحب نے کئی دکانیں بنا کر کرایہ پر دی ہوئی تھیں۔ انہوں نے ایک دکان بغیر کرایہ کے پیش کی۔ آپؓ نے اصرار کیا کہ کرایہ ضرور دیں گے۔ بتایا گیا کرایہ 80 روپے ہے۔ چنانچہ دکان بھی مل گئی اور معجزہ یہ ہوا کہ یہ دکان آپؓ کے مکان کے سامنے سڑک کے دوسری طرف واقع تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکان اور دکان دیدی تھی لیکن گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔ آپؓ بچوں کو ساتھ لے کر اجتماعی دعا بھی کرتے۔ ایک دن تقریباً 11 بجے کے قریب ایک صاحب آئے اور آپؓ کو پانچ سو روپے دے کر کہا کہ فلاں تکلیف کے لئے دوا بنادیں ایک ہفتہ بعد آ کر لے لوں گا۔ آپؓ نے کہا ہم پہلے پیسے نہیں لیتے، جب آپ دوا لینے آئیں تو اُس وقت پیسے دیں۔ مگر اس شخص نے بہت اصرار کر کے پیسے دیئے اور چل دیا۔ آپؓ کے بیٹے اُس کا نام اور پتہ معلوم کرنے پیچھے گئے لیکن باہر موجود تمام لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ آپؓ نے فرمایا وہ فرشتہ تھا اور یہ غیبی امداد تھی۔

آپؓ کے بڑے بیٹے عبدالواحد صدیقی کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ ڈاکٹر کہتے تھے کہ بیوی کا اپریشن کروانا پڑے گا۔ آخر بیوی کو ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا۔ آپریشن والے دن بیٹے نے آپؓ کو دعا کے لئے کہا تو آپؓ نے فرمایا کہ تم کو کتنی دفعہ کہا ہے کہ ہم دعا کر رہے ہیں، تم بھی دعا کرو، میرے مولا کو اگر اولاد دینی ہے تو اسی سے دے گا۔ مَیں چھوٹی جان کے لئے بڑی جان قربان نہیں کرسکتا۔ تب بیٹا اپنی بیوی کو گھر لے آیا۔ ایک سال کے بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ آپؓ نے شکر کا سجدہ کیا اور کہا کہ اب انشاءاللہ لڑکا ہوگا۔ پھر ایک سال بعد لڑکا ہوا۔ یہ دونوں بچے صاحبِ اولاد ہیں۔

اپنی بڑی بیٹی کی وفات کے بعد آپؓ نے مطب چھوڑ دیا اور گھر پر ہی رہتے تھے۔ گھر آنے والوں کو حضرت مسیح موعودؑ، حضرت خلیفہ اوّلؓ اور حضرت خلیفہ ثانیؓ کے واقعات سناتے اور کہتے کہ خلیفہ ثالث اور خلیفہ رابع کا دَور بہت سخت ہوگا۔ بہت مشکلات ہوں گی۔ اطاعت امیر پر بہت زور دیتے تھے۔ مربیان اور واقفین زندگی کا احترام اور اُن کا خیال رکھنا سب کا فرض سمجھتے۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کا درسِ حدیث یاد کر کے رقّت طاری ہوجاتی۔

آپؓ خود تو تہجد کے لئے کافی پہلے اُٹھتے مگر بچوں کو فجر کی نماز سے آدھ پون گھنٹہ قبل اُٹھا کر کہتے کہ تم لوگ چاہے دو نفل پڑھو مگر معنی سمجھ کر پڑھو۔ پھر فجر کی نماز باجماعت ہوتی جس کے بعد قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور حدیث اور ملفوظات بچوں سے پڑھوا کر سنتے۔ اسی طرح مغرب کی نماز کے بعد کشتی نوح اور دیگر کتب بچوں سے پڑھوا کر سنتے۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا اور ایک بڑی تعداد میں لوگ احمدیت میں داخل کئے۔ آپؓ کے ایک پڑوسی تحصیلدار اور اُن کی اہلیہ بھی احمدی ہوئے۔ آپؓ کے بھائی اور والد سمیت متعدد رشتہ داروں نے آپؓ کے ذریعہ بیعت کی توفیق پائی تھی۔ والد محترم حکیم محمد عبدالغنی صاحب نے 98 سال کی عمر میں قادیان میں بیعت کی تھی۔

حضرت حکیم عبدالصمد صاحبؓ موصی تھے۔ وفات کے بعد بہشتی مقبرہ کے قطعہ صحابہ میں آپؓ کی تدفین ہوئی۔

حضرت حکیم صاحبؓ نے اپنی وفات کے بعد بھی اپنے بچوں کو خواب میں آ کر مختلف دعائیں اور دوائیں بتائیں۔ آپؓ کی بیٹی (اہلیہ عبدالرحیم بیگ صاحب) چھوٹے بھائی بہنوں کی وجہ سے پریشان تھیں تو آپؓ نے خواب میں آ کر کہا کہ تم کیوں پریشان ہوتی ہو، ہم نے تو اپنا سب کام اللہ کے سپرد کر دیا ہے۔ پھر آپؓ نے ایک دعا بار بار پڑھوا کر یاد کروائی۔ صبح جب بیٹی کی آنکھ کھلی تو وہ دعا زبان پر جاری تھی۔ اسی خواب میں آپؓ نے بیٹی کو بیٹا پیدا ہونے کی بشارت بھی دی۔ اُس وقت اُن کی چار لڑکیاں تھیں اور آپؓ نے ان لڑکیوں کی شادیاں قریش خاندانوں میں ہونے کی بشارت بھی دی۔ پھر لڑکے کے بعد ایک اور لڑکی کی پیدائش کی بشارت دی جو بہت نیک صفات اور بہت مبارک ہوگی۔ اس خواب کے ایک سال بعد لڑکا پیدا ہوا اور تین سال بعد لڑکی پیدا ہوئی۔ خواب حرف بحرف پوری ہوئی۔ جب لڑکی جوان ہوئی، اس کی شادی ہوئی، دو بچے ہوئے۔ پھر اس لڑکی کا اپنڈکس کا اپریشن ہوا لیکن ٹانکوں میں پیپ پڑ گئی تو اس کی والدہ بہت پریشان ہوئیں اور کہنے لگیں کہ ابا جان ایک تیل بناتے تھے جس سے آرام آجاتا تھا لیکن معلوم نہیں کہ کیسے بناتے تھے۔ اس کے بعد حضرت حکیم صاحبؓ اُن کے خواب میں آئے اور بتایا کہ پاؤ بھر تیل کو خوب گرم کرو پھر چولہا بند کر کے اس میں دو کھانے کے چمچ رتن جوت ڈال دو۔ پھر چھان کر بوتل میں رکھ لو۔ اس تیل سے لڑکی کا پیپ خشک ہوگیا۔ تجربہ بتاتا ہے کہ کیسا ہی زخم ہو اس تیل سے ٹھیک ہوجاتا ہے۔

محترم ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب
(آف کانو۔ نائیجیریا)

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 11 نومبر 2010ء میں مکرم محمد خالد گورایہ صاحب کے قلم سے محترم ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کا ذکرِ خیر کیا گیا ہے۔ قبل ازیں آپ کا مختصر تعارف 7 فروری 1997ء کے شمارہ کے الفضل ڈائجسٹ کی زینت بن چکا ہے۔

محترم ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کا تعلق ضلع گجرات کے ایک معروف خاندان سے ہے۔ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں آپ کے بیٹے ڈاکٹر انوارالدین صاحب بطور کارڈیالوجسٹ خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔ ایک دوسرے بیٹے امریکہ میں ڈاکٹر ہیں۔

محترم ڈاکٹر صاحب مرحوم احمدیہ ہسپتال کانو کے بانی تھے۔ قبل ازیں آپ فضل عمر ہسپتال ربوہ اور سیرالیون میں خدمات بجالا چکے تھے۔ سیرالیون میں دمہ کی تکلیف میں مبتلا ہونے کے بعد آپ کو کانو (نائیجیریا) بھجوادیا گیا جہاں آپ نے ایک پرائیویٹ بلڈنگ کرایہ پر لے کر کلینک کا آغاز کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے معجزانہ شفا کے واقعات کے باعث یہ ہسپتال جلد ہی جماعت کی نیک نامی کے ساتھ خوب شہرت پاگیا۔ پھر کانو شہر کی مشہور شاہراہ پر ایک نہایت ہی موزوں قطعہ زمین خرید کر آپ نے ضرورت کے مطابق عمارت تعمیر کروائی۔ بعد میں یہاں ڈینٹل کلینک بھی شروع کردیا گیا۔

ڈاکٹر صاحب کی ہنس مکھ شخصیت اور دردمندانہ دل کی کیفیت نے اہلِ کانو کے دل میں گھر کرلیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دُور ونزدیک سے مریض کھچا کھچ اِس ہسپتال کا رخ کرنا شروع ہو گئے اور بڑے سرکاری افسران اور سیاسی لیڈرز یہاں آنے لگے۔ خاص طور پر Amino Kano (نائیجیریا کا بہت بڑا سیاسی لیڈر جس کے نام پر ہی Amino Kano Airport ہے) جب بھی بیمار ہوا ڈاکٹر صاحب مرحوم کے پاس ہی آیا کرتا تھا۔

ڈاکٹر صاحب اپنے دن کا آغاز سٹاف سمیت دعا سے کیا کرتے تھے۔ آپ اخلاص و وفا کے پیکر تھے۔ ایک مثالی واقف زندگی اور مہمان نوازی کو ایک سعادت سمجھنے والے انسان تھے۔ کئی مہمان مہینوں تک بوجہ مجبوری آپ کے پاس رہے لیکن آپ ہر مہمان سے خندہ پیشانی سے پیش آنے والے اور اُن کا ہر طرح سے خیال رکھنے والے انسان تھے۔ اوپر والی منزل مہمانوں کے لئے وقف تھی۔ نماز باجماعت کا انتظام کلینک میں ہی ہوا کرتا تھا۔

آپ مبلغین اور واقفین اساتذہ کی آمد سے بہت خوش ہوتے تھے۔ اُن کی ضروریات کا ہر طرح سے خیال رکھتے۔ اس خدمت میں اُن کی بیگم صاحبہ مرحومہ بھی برابر کی شریک تھیں۔ ہر نئے آنے والے کے ساتھ ایک مادر مہربان کی طرح کانو کی مارکیٹوں میں سارا سارا دن پھر کر ضروریات زندگی اکٹھی کر کے اپنی طرف سے خرید کر دونوں میاں بیوی دعاؤں کے ساتھ اُن فیملیوں کو اُن کے قصبوں کے لئے روانہ کیا کرتے۔

ہمیں نائیجیریا میں رہتے ہوئے جس چیز یا مدد کی ضرورت پڑتی تھی، نظریں ہمیشہ ڈاکٹر صاحب کی طرف اُٹھتی تھیں۔ ہماری سٹیٹ کے دونوں سکولوں منا اور گوساؤ کے لئے جس چیز کی بھی ضرورت پڑی اس کے خریدنے، لے کر دینے، تعلقات بنانے، نبھانے اور کام لینے کے تمام گُر ہم نے ان سے ہی سیکھے۔ جب بھی ان کی یاد آتی ہے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔

محترم پروفیسر چودھری خلیل احمد صاحب
(صدر مجلس نابینا ربوہ)

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 22 نومبر 2010ء میں مکرم ابن کریم صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں محترم پروفیسر چودھری خلیل احمد صاحب کا ذکرِ خیر کیا گیا ہے۔

آپ کی جفاکشی، محنت اور فرائض کی بجاآوری قابل قدر تھی۔ آپ سیلف میڈ (Selfmade) انسان تھے۔ گرمی ہو، سردی ہو، دھوپ ہو، بارش ہو، باقاعدگی کے ساتھ کالج تشریف لے جایا کرتے اور نمازوں خصوصاً جمعہ باقاعدگی سے ادا کرتے حالانکہ مسجد کافی فاصلہ پر تھی اور آپ بصارت سے محروم تھے۔ لیکن عبادت الٰہی سے تو آپ کو خاص اُنس اور رغبت تھی۔ وفات والے دن بھی نماز جمعہ ادا کر کے گھر پہنچے ہی تھے کہ دل کی تکلیف ہوگئی اور نماز عصر سے قبل ہی آپ وفات پاگئے۔

مکرم پروفیسر صاحب کو بہت بچپن میں شدید بخار کی وجہ سے آنکھوں کا عارضہ ہوگیا تھا اور 14,13 سال کی عمر میں دونوں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ مگر اس بچے نے اس ابتلاء سے مایوس ہونے کی بجائے محنت کر کے اللہ کے فضل کو سمیٹتے ہوئے علمی لحاظ سے اتنی ترقی کی کہ دوسروں میں علم پھیلانے پر مامور ہوگئے۔ اس راہ میں بینائی نہ ہونے کی وجہ سے جو مشکلات آتی رہیں اُن کا ہمت اور جرأت کے ساتھ مردانہ وار مقابلہ کیا۔

برسبیل تذکرہ عرض ہے کہ ہمارے ایک مربی سلسلہ بھی بینائی سے محروم ہیں۔ ایک دن مَیں نے انہیں بازار میں دیکھ کر پوچھا کہ کہاں جارہے ہیں؟ پھر ایک تانگہ والے کو وہاں کا کرایہ دے کر آپ کو سوار کرادیا۔ اور باتوں باتوں میں پوچھا کہ آپ آجکل بحیثیت مربی کہاں تعینات ہیں؟ فرمانے لگے میں ان دنوں ضلع لاہور کے ایک گاؤں میں بطور مربی تعینات ہوں۔ مَیں نے کہا وہاں تو دائیں بائیں مختلف جماعتیں بھی ہوں گی جہاں آپ کو دورہ کرنا پڑتا ہوگا۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے کہا پھر تو آپ کو بہت مشکل پیش آتی ہوگی؟ فرمانے لگے مشکلات تو ہوتی ہی ہیں مگر اسی طرح جس طرح آپ نے دُور سے مجھے آتا دیکھ کر تانگہ بھی منگوالیا اس میں مجھے بٹھا بھی دیا اور کرایہ بھی دیدیا۔ بس اسی طرح جماعتی سفروں پر لحظہ بہ لحظہ اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت حاصل ہوتی رہتی ہے۔

پروفیسر خلیل صاحب شروع دن سے ہی محنتی تھے۔ جب بینائی سے محروم ہوئے تو بریل سسٹم سے پڑھائی جاری رکھی۔ بریل سسٹم پر نہ صرف دنیاوی تعلیم بلکہ قرآن کریم کی تلاوت بھی خوب آسانی اور عمدگی کے ساتھ کرتے۔ قرآن کریم سے اتنا لگاؤ تھا کہ اکثر و بیشتر قرآن کریم کی تلاوت میں مگن رہتے اور محاورہ اتنا ہوگیا تھا کہ کوئی دوسرا تلاوت کرتے وقت غلطی کرتا تو اس کی تصحیح کروا دیتے۔ کالج میں لیکچرز کی تیاری کے لئے کوئی مضمون بریل میں نہ مل سکتا تو اپنے بچوں سے وہ مضمون پڑھوا کر سنتے اور اُسے ڈسکس (Discuss) کرتے۔

خداتعالیٰ نے اولاد کے حوالے سے بھی آپ پر خاص فضل فرمایا۔ تین بیٹے اور 2 بیٹیاں اپنے گھروں میں خوشحال ہیں۔ ایک بیٹا نصرت جہاں سکیم کے تحت بیرون ملک ہے۔

مکرم پروفیسر صاحب نے خلافت رابعہ میں حضورؒ کی خدمت میں مجلس نابینا کے قیام کی درخواست کی۔ حضور انور نے نہ صرف اس درخواست کو قبول فرمایا بلکہ آپ کو مجلس نابینا کا پہلا صدر بھی مقرر فرمادیا۔ اس کے بعد خلافت لائبریری میں باقاعدہ ایک سیکشن بھی بنایا گیا۔ جہاں ہمارے نابینا افراد اور حفاظ کرام بریل سسٹم اور آڈیو کیسٹس کے ذریعہ اپنے اپنے کاموں میں جتے رہتے ہیں۔ پھر اسی مجلس کے ماتحت سالانہ پروگرامز بھی منعقد ہونے لگے۔ مختلف تقریبات اور مشاعروں کا انعقاد ہونے لگا۔ غرضیکہ آپ کی محنت سے یہ ایک منفرد سی تنظیم نہایت فعال دکھائی دینے لگی۔ بیرون شہر سے نابینا دوستوں کی کرکٹ ٹیمیں بھی یہاں آئیں اور میچ کھیلے۔

آپ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے لندن میں آپ کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 26 جنوری 2011ء میں مکرمہ اے آر بدر صاحبہ کی ایک نعت شائع ہوئی ہے۔ اس نعت میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

کمالاتِ نبوت جس قدر تھے سب کے تم خاتم
تمہیں احمدؐ، محمدؐ مصطفیٰ و مجتبیٰ تم ہو

گمان و وہم سے بالا مقام و مرتبہ تیرا
شہِ کونین ہو محبوب ربِّ کبریا تم ہو

بیانِ آب وگلِ آدم تھا جب مرقوم یہ پایا
بِنائے عالمیں تم سے ہے ان کا مدّعا تم ہو

ہوا تجھ سے ہی قائم شرفِ انساں فخرِ دو عالم
مقامِ آدمیت سے فقط اک آشنا تم ہو

تیرا ہر قول ہر اک فعل ہے تفسیر قرآنی
حقیقت میں مجسم قولِ ربِّ کبریا تم ہو

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
January 09, 2015 – January 15, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday January 09, 2015

00:25 World News
00:45 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
01:20 Yassarnal Quran
01:40 Peace Conference: Recorded on November 08, 2014.
03:15 Pushto Muzakarah
03:55 Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 03, 1998.
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
06:50 Reception Dinner Speech In Tokyo: Recorded on May 09, 2006.
07:25 MTA Variety: A documentary about the life of Holy Prophet Muhammad (saw).
07:45 Siraiki Service
08:20 Rah-e-Huda
09:55 Indonesian Service
11:00 Deeni-O-Fiqahi Masail
11:35 Tilawat & Dars-e-Hadith
11:55 Maidane Amal Ki Kahani
12:30 Live Transmission From Baitul Fatuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Fatuh
14:35 Shotter Shondane
15:35 Dua-e-Mustajaab
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Quran
18:00 World News
18:30 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:35 MTA Variety
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda

Saturday January 10, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Qur'an
01:10 Reception Dinner Speech In Tokyo [R]
01:45 MTA Variety
02:10 Friday Sermon: Recorded on January 09, 2015.
03:20 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel
07:00 Lajna UK Ijtema Address: Recorded on October 03, 2010.
08:00 International Jama'at News
08:30 Story Time
08:55 Question And Answer session: Recorded on May 24, 1997. Part 1.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon [R]
12:15 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30 Al-Tarteel
13:00 Live Intikhab-e-Sukhan: Live poem request programme.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 MTA Variety: A programme shedding light on the life and sacrifices of Hazrat Ibrahim (as).
16:00 Live Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel
18:05 World News
18:30 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:30 International Jama'at News
21:00 Rah-e-Huda
22:30 Story Time
22:50 Friday Sermon [R]

Sunday January 11, 2015

00:05 World News
00:25 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50 Al-Tarteel
01:20 Lajna UK Ijtema Address: Recorded on October 03, 2010.
02:30 Story Time
02:50 Friday Sermon: Recorded on January 09, 2015.
04:05 MTA Variety
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat
06:10 Yassarnal Quran
06:30 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat: Recorded on November 16, 2014.
07:40 Faith Matters
08:45 Question And Answer Session: Recorded on November 24, 1996.
10:00 Live Asr-e-Hazir
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on December 13, 2013.
12:05 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
12:45 Yassarnal Qur'an
13:05 Friday Sermon: Recorded on January 09, 2015.
14:15 Shotter Shondhane
15:20 Gulshan-e-Waqf-e-nau Nasirat [R]
16:30 Shama'il-e-Nabwi
17:05 Kids Time
17:40 Yassarnal Qur'an
18:00 World News
18:30 Gulshan-e-Waqf-e-nau Nasirat [R]
19:45 Faith Matters
20:50 Roots To Branches
21:20 Open Forum
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Question And Answer Session [R]

Monday January 12, 2015

00:25 World News
00:45 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
01:05 Yassarnal Quran
01:25 Gulshan-e-Waqf-e-nau Nasirat [R]
02:35 Roots To Branches
03:10 Friday Sermon [R]
04:20 Open Forum
05:00 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
06:35 Al-Tarteel
07:05 Visit To Schwetzinger and Heidelberg Castles: Recorded on December 24, 2006.
08:00 International Jamaat News
08:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on August 08, 1997.
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on September 10, 2014.
11:00 MTA Variety
12:00 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
12:35 Al-Tarteel
13:05 Friday Sermon: Recorded on March 20, 2009.
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 MTA Variety
16:00 Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel
18:00 World News
18:25 Visit To Schwetzinger and Heidelberg Castles [R]
19:20 Somali Service
20:00 Seerat-un-nabi
20:30 Rah-e-Huda
22:00 Friday Sermon: Recorded on March 27, 2009.
23:00 MTA Variety

Tuesday January 13, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
01:00 Al-Tarteel
01:35 Visit To Schwetzinger and Heidelberg Castles [R]
02:30 Kids time
03:00 Friday Sermon: Recorded on March 27, 2009.
04:00 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:25 Ilmul Abdaan
04:55 Liqa Maal Arab: Session no. 386.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran
07:00 Gulshan-e-Waqf-e-nau Nasirat: Recorded on November 16, 2014.
08:05 Alif Urdu
08:25 Australian Service
08:50 Question And Answer Session: Recorded on November 17, 1996.
10:05 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on January 09, 2015.
12:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30 Yassarnal Quran
13:00 Open Forum
13:30 MTA Variety
14:05 Bangla Shomprochar
15:05 Spanish Service
15:40 From Democracy To Extremism
16:30 Aadab-e-Zindagi
17:05 Noor-e-Mustafwi
17:30 Yassarnal Qur'an
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on January 09, 2015.
20:30 Alif Urdu
21:00 Aadab-e-Zindagi
21:30 Australian Service
22:00 From Democracy To Extremism
22:50 Question And Answer Session [R]

Wednesday January 14, 2015

00:05 World News
00:20 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50 Yassarnal Quran
01:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat [R]
02:30 Alif Urdu
02:45 Noor-e-Mustafwi
03:15 Australian Service
03:45 MTA Variety: An Urdu discussion on the book Braheen-e-Ahmadiyya written by the Promised Messiah (as).
04:20 Aadab-e-Zindagi
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:40 Al-Tarteel
07:15 Ansar UK Ijtema: Recorded October 03, 2010.
08:05 MTA Variety: Programme about the Ahmadi perspective on Khatme Nabbuwat. Part 2.
08:50 Question And Answer Session: Recorded on May 24, 1997.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on January 09, 2015.
12:05 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:20 Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on March 27, 2009.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Deeni-O-Fiqahi Masail
16:20 Faith Matters
17:25 Al-Tarteel
18:00 World News
18:25 Ansar UK Ijtema: Recorded October 03, 2010.
19:20 French Service: Horizons d'Islam
20:20 Deeni-O-Fiqahi Masail
21:45 Friday Sermon: Recorded on March 27, 2009.
23:00 Intikhab-e-Sukhan

Thursday January 15, 2015

00:05 World News
00:25 Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
00:50 Al-Tarteel
01:30 Ansar UK Ijtema: Recorded October 03, 2010.
02:20 Deeni-o-Fiqahi Masail
03:00 MTA Variety
03:45 Faith Matters
04:55 Liqa Maal Arab
06:00 Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
06:40 Yassarnal Quran
07:10 Peace Conference: An interfaith peace symposium address by Hazrat Khalifatul-Masih V (aba). Recorded on November 08, 2014.
08:40 Aadab-e-Zindagi
09:10 Tarjamatul Quran Class: Recorded on February 04, 1998.
10:10 Indonesian Service
11:10 Japanese Service
12:10 Tilawat
12:30 Seerat-un-Nabi
13:10 Yassarnal Quran
13:40 Aadab-e-Zindagi
14:30 Friday Sermon [R]
15:40 Seerat-un-Nabi
16:10 Alif Urdu
16:30 Persian Service
17:10 Tarjamatul Quran Class [R]
18:10 Yassarnal Qur'an
18:30 World News
19:00 Live Hiwar-ul-Mubashir
20:00 German Service
21:05 Faith Matters
22:10 Alif Urdu
22:25 Tarjamatul Quran Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 02 January , 2015 | Issue No. 01

دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کی اکثریت ایسی ہے جو اللہ اللہ تو کرتی ہے لیکن نہ ہی انہیں اللہ تعالیٰ کی حقیقت معلوم ہے، نہ ہی انہیں اللہ کی معرفت حاصل ہے۔ نہ ہی محبت الٰہی کے حصول کے طریق کا انہیں ادراک ہے۔ نہ انہیں یہ پتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے۔ نہ انہیں یہ پتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانات کس طرح ظاہر ہوتے ہیں یا اس زمانے میں بھی ہو سکتے ہیں یا پرانے قصے ہی تھے۔ آج اس زمانے میں یہ احمدی مسلمان ہیں جو اِن باتوں کا صحیح اِدراک رکھ سکتے ہیں اور رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں ان باتوں کی حقیقت کھول کر بیان فرمائی ہے۔ پس اس حقیقت کو جاننا ہر احمدی کے لئے بہت ضروری ہے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں مزید فہم و اِدراک حاصل کرے اور اس میں بڑھتا چلا جائے، تا کہ خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا ہو۔
اللہ تعالیٰ کرے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت اور محبت اور قرب حاصل ہو اور ہم اس سونے کی کان سے حقیقی رنگ میں فائدہ اٹھا سکیں جو
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لئے نکالی ہے اور ہم بھی اور ہماری نسلیں بھی اس کو حاصل کر کے اپنی دنیا و عاقبت سنوارنے والے بن جائیں۔

جلسہ سالانہ جرمنی میں 72 ممالک کے 33 ہزار 171 افراد کی شمولیت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی حقیقت، اللہ تعالیٰ کی معرفت، اللہ تعالیٰ سے محبت اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے حاصل کرنے کے ذرائع کے بارہ میں بصیرت افروز خطاب

جماعت احمدیہ جرمنی کے جلسہ سالانہ کے موقع پر 15 جون 2014ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا کالسروئے جرمنی میں اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اللہ کا لفظ ایک ایسا لفظ ہے جسے مسلمان بہت کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ بعض کے دل کسی نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کر رہے ہوتے ہیں اور بعض عادۃً ماحول کے اثر کی وجہ سے اللہ کا نام لے رہے ہوتے ہیں۔ ایسے بھی ہیں جو اپنی کمزوریوں، نااہلیوں اور سستیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اللہ کی تقدیر یہی تھی۔ بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تدبیر کی طرف توجہ دلا کر پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے اور توکل کرنے کا کہا ہے۔ بہر حال دنیا میں بسنے والے مسلمانوں کی اکثریت ایسی ہے جو اللہ اللہ تو کرتی ہے لیکن نہ ہی انہیں اللہ تعالیٰ کی حقیقت معلوم ہے، نہ ہی انہیں اللہ کی معرفت حاصل ہے۔ نہ ہی محبت الٰہی کے حصول کے طریق کا انہیں ادراک ہے۔ نہ انہیں یہ پتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے۔ نہ انہیں یہ پتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نشانات کس طرح ظاہر ہوتے ہیں یا اس زمانے میں بھی ہو سکتے ہیں یا پرانے قصے ہی تھے۔

آج اس زمانے میں یہ احمدی مسلمان ہیں جو ان باتوں کا صحیح ادراک رکھ سکتے ہیں اور رکھتے ہیں۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں ان باتوں کی حقیقت کھول کر بیان فرمائی ہے۔ پس اس حقیقت کو جاننا ہر احمدی کے لئے بہت ضروری ہے تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں مزید فہم و ادراک حاصل کرے اور اس میں بڑھتا چلا جائے۔ تا کہ خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا ہو۔ ورنہ اسٹیج کے پیچھے جو اللہ کا لفظ لگا ہوا ہے۔ یہ ہمارے ایمان میں کوئی اثر نہیں پیدا کر سکتا۔ (اس موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے استفسار فرمایا کہ سٹیج پہ جو آواز آ رہی ہے پیچھے بھی یہ آواز ٹھیک ہے؟ ٹھیک ہے آواز؟)

بعض لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اللہ صرف مسلمانوں کے لئے خالص ہے اور اس کو انہوں نے اپنی اجارہ داری بنا لیا ہے۔ جیسے ملائشیا میں علماء نے یہ فیصلہ دیا کہ عیسائی 'اللہ' کا لفظ نہیں استعمال کر سکتے اور وہاں کی عدالت نے بھی ان کے خلاف یہ ruling دے کے کئی سو عیسائیوں کو سزا دے دی۔ تو اجارہ داری تو قائم ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا، اللہ کے لفظ کا، اللہ کی ہستی کا، اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس سے تعلق پیدا کرنے کا نہ انہیں پتا ہے، نہ وہ پتا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بالکل سطحی طور پر اللہ اللہ کئے جاتے ہیں۔

اِس وقت مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پیش کروں گا جس میں اللہ تعالیٰ کی حقیقت، اللہ تعالیٰ کی معرفت، اللہ تعالیٰ سے محبت، اللہ تعالیٰ کے قرب حاصل کرنے کے ذرائع کے بارے میں بات کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ کی گہرائی اور اس مضمون کا اظہار ہی ہمیں خدا تعالیٰ کا صحیح ادراک عطا کر سکتا ہے اور اس کا قرب حاصل کرنے والا بنا سکتا ہے اور ہم ان مقاصد کو حاصل کر سکتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے ہمارے مقاصد ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ یا خدا تعالیٰ کا ذاتی نام ہے جو تمام صفات کا جامع ہے اور کسی دوسرے مذہب نے خدا تعالیٰ کے اس ذاتی نام سے ہمیں آگاہی نہیں دی یا اپنے ماننے والوں کو آگاہی نہیں دی، اور اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر خدا کو پہچاننے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ پس ہمیں آپ کے کلام سے فیض پاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حقیقت، معرفت، محبت اور قربت کے حصول کے طریق کا ادراک حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس لئے میں نے آج یہ اقتباسات لئے ہیں۔

[حضور انور نے آواز کی خرابی پر انتظامیہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آواز نہیں آ رہی؟ آخر میں آواز نہیں آ رہی؟ ادھر بھی نہیں آ رہی؟ میں نے آخر والوں سے پوچھا تھا۔ درمیان والوں نے یونہی ہاتھ کھڑے کر دیئے۔ جا کے جائزہ لے کے مجھے بتائیں کہ اب آواز آ رہی ہے کہ نہیں؟ پہلے کیوں بند ہو گئی تھی؟ اسے ہلکا کریں۔ بہت زیادہ اونچی آواز ہے۔ کانوں میں پڑ رہی ہے۔ سٹیج والے جو مائیکروفون ہیں ان کو ہلکا رکھیں۔ یہ آرام سے سن سکتے ہیں۔ آواز کو ہلکا کر دیں۔ اونچی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آواز آنی چاہئے ہلکی آواز ہو۔ اگر آواز آ رہی ہے تو سب سے آخر والے ہاتھ کھڑا کریں بس ٹھیک ہے۔]

دنیا کو اللہ تعالیٰ کی حقیقت بتانے کے بارے میں آپ کس قدر بے چین تھے اس کا اظہار اس ارشاد سے ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

''میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرّک یہ ہے کہ مَیں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر مَیں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچّا خدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ مَیں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور مَیں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے اُن کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہران کو اتنے ملیں کہ ان کے دامن استعداد پُر ہو جائیں۔''

(اربعین نمبر 1 روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 344-345)

پھر اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ کے تعلق کو بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر بمقام طُور ظاہر ہوا اور حضرت مسیح پر شعیر کے پہاڑ پر طلوع فرمایا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فاران کے پہاڑ پر چمکا وہی قادر قدوس خدا میرے پر تجلّی فرما ہوا ہے۔ اُس نے مجھ سے باتیں کیں اور مجھے فرمایا کہ وہ اعلیٰ وجود جس کی پرستش کے لئے تمام نبی بھیجے گئے مَیں ہوں۔ مَیں اکیلا خالق اور مالک ہوں اور کوئی میرا شریک نہیں۔ اور مَیں پیدا ہونے اور مرنے سے پاک ہوں۔ اور میرے پر ظاہر کیا گیا (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر) کہ جو کچھ مسیح کی نسبت دنیا کے اکثر عیسائیوں کا عقیدہ ہے یعنی تثلیث و کفّارہ وغیرہ یہ سب انسانی غلطیاں ہیں اور حقیقی تعلیم سے انحراف ہے۔ خدا نے اپنے زندہ کلام سے بلا واسطہ مجھے یہ اطلاع دی ہے اور مجھے اس نے کہا ہے کہ اگر تیرے لئے یہ مشکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تُو خدا کی طرف سے ہے تو انہیں کہہ دے کہ اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اس کے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں۔ دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پیش از وقت غیب کی باتیں

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں